امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون: مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ ۱۰ ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر-39

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا......
- عصر حاضر میں تلاش امن
- امیر شریعت سادس اور دینی مکاتب
- امیر شریعت سادسؒ اور خانقاہ رحمانی
- حضرت مولانا سید نظام الدینؒ......
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

والدین: شریعت کی نظر میں

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اسلام نے اللہ، رسول اور اولوالامر کی اطاعت کے بعد سب سے زیادہ والدین کی سمع وطاعت اور خدمت پر زور دیا ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی آیتوں میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جن تین چیزوں کو اللہ نے ایک ساتھ ذکر کیا ہے۔ ان میں **اطیعو االلہ واطیعوا الرسول، اقیموا الصلوۃ واتو الزکوۃ اور ان اشکرلی ولوادیک** ہے، یعنی اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو، تین الگ الگ آیتوں میں ان تین چیزوں کا ایک ساتھ ذکر اس کی اہمیت بتانے کے لیے کافی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ بنی اسرائیل (24-23) میں والدین کے تعلق سے ایک طویل آیت ہے، جس میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اللہ حکم دے چکا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، ایک یا دونوں ان میں سے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف (ہوں، ہاں) تک نہ کہو اور نہ جھڑکو، ان سے بات ادب سے کرو، عاجزی رحمت ومحبت اور تواضع کے ساتھ ان کے سامنے اپنے بازو جھکائے رکھو اور اللہ تعالیٰ سے کہو کہ میرے رب ان کے ساتھ رحم کا معاملہ کر، جیسا رحم کے ساتھ انہوں نے مجھے پالا، بچپن میں۔

ایک دوسری آیت میں اللہ رب العزت نے اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا، شرک سے منع کیا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی۔ (النساء:36) اس کے لیے کہیں حسن اور کہیں احسان کا لفظ قرآن میں آیا ہے، ایک حدیث مشہور ہے، جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اور تمہارا مال سب تمہارے باپ کا ہے، (**انت ومالک لابیک**) حسن سلوک اور احسان کے طریقے بھی بتائے، والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے، شفقت ومحبت سے پیش آیا جائے، ان کی رضا مندی اور خوشنودی کا خیال رکھا جائے، قرآن کریم میں ''اُف'' کا لفظ اسی لیے استعمال ہوا کہ تکلیف پہونچانے کا یہ سب سے چھوٹا عمل ہے، اگر ناراضگی کے لیے اس سے بھی کوئی چھوٹا عمل ہوتا تو اس کا بھی ذکر کیا جاتا، اقل قلیل کا ذکر کر کے انسانوں کو یہ بتایا گیا کہ اس سے اوپر کے بھی سارے معاملے اللہ کی ناراضگی کا سبب بنیں گے، ایک حدیث میں یہاں تک آیا ہے کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا چاہے جو عمل کرلے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

یہی وہ اہمیت ہے جس کی وجہ سے والدین کی خدمت کو جہاد سے افضل قرار دیا گیا، روایت میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں جانے کی اجازت چاہی تو آپ نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں، جواب ملا کہ ہاں، ارشاد فرمایا: انہیں کی خدمت کرو، یہی جہاد ہے، حضرت اویس قرنی اپنی ماں کی خدمت کی وجہ سے ہی دربار رسالت میں حاضر نہیں ہو سکے، ان کی ماں انتقال کر گئیں تب انہوں نے مدینہ کی طرف کوچ کیا، تب تک آپ دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے، اس قسم کے واقعات کتابوں میں کثرت سے مذکور ہیں۔

میں نے اپنے دور میں بھی محمد طلحہ صاحب مرحوم سبل پور پٹنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی والدہ کی خدمت کے لیے (جو بستر پر برسوں سے تھیں) کہیں آنا جانا چھوڑ دیا تھا، بہت ضروری ہوتا تو اپنے کسی لڑکے کو ان کے سرہانے بیٹھا کر اور ماں سے اجازت لیکر گھر سے نکلتے، جب انہوں نے ان کو دفن کر دیا تب ان کے معمول میں تبدیلی آئی، لیکن ماں کی جدائی کا غم اس قدر تھا کہ زیادہ دن جی نہیں سکے اور جلد ہی دنیا سے گذر گیے۔ میں نے دربھنگہ کے ایک پروفیسر کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے والد کے مرض وفات کے موقع سے طویل فرصت بلا تنخواہ لی اور جب تک والد زندہ رہے ان کے سرہانے بیٹھے رہے، قرون اولیٰ کے واقعات اور قصے ہم نے کتابوں میں پڑھے ہیں، لیکن یہ واقعات عصر حاضر کے ہیں اور میں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک اور فرماں برداری کے جو احکام اور فضائل ہیں، ان پر عمل کرنے والا نیک اور سعادت مند ہوتا ہے، اس کی عمر اور رزق میں وسعت ہوتی ہے۔ اسی طرح والدین کی نافرمانی موجب شقاوت اور نحوست ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تین بڑے گناہ بتائے ہیں، ان میں ایک شرک دوسرا جھوٹ اور تیسرا والدین کی نافرمانی کرنا ہے، اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ایسے آدمی کا ذکر کیا، جن کی طرف قیامت کے دن اللہ رب العزت نہیں دیکھیں گے اور وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا، ان میں ایک والدین کا نافرمان ہے، جو جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا، حالاں کہ جنت کی خوشبو صالحین کو پانچ سو سال کی مسافت سے ملنے لگتی ہے، بہت سارے گناہ وہ ہیں جن کی سزا آخرت تک مؤخر ہو جاتی ہے، لیکن والدین کی نافرمانی کی سزا موت سے پہلے بھی مل جایا کرتی ہے۔

والدین کی نافرمانی سے موت کے وقت کلمہ بھی نصیب نہیں ہوتا، حضرت علقمہ صحابی رسول ہیں، ان کی ماں ان سے ناراض تھیں تو موت کے وقت کلمہ زبان پر جاری نہیں ہو رہا تھا، حالاں کہ ان کی والدہ نے خفگی کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ کثرت سے نماز پڑھتا تھا، روزے رکھتا تھا، اور صدقہ بھی خوب کیا کرتا تھا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے احوال جان کر ارشاد فرمایا کہ علقمہ نہ تو اپنی نماز سے نفع اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی اپنے روزے اور صدقے سے، جب تک اس کی ماں ناراض ہے، یہ سن کر ان کی والدہ نے انہیں معاف کر دیا، تب زبان پر کلمہ جاری ہوا اور اسی دن ان کی موت ہوئی۔

میں نے ایک ایسے آدمی کو بھی دیکھا ہے جو اپنے والد کو ڈنڈے برساتا تھا، میرے والد مرحوم ماسٹر محمد نور الہدیٰؒ کی عادت تھی کہ جب گاؤں اور قرب وجوار کے کسی آدمی کے بارے میں ان کو خبر ہوتی کہ وہ نزع کی تکلیف میں ہے تو کلمہ کی تلقین اور سورۃ یٰسین کی تلاوت کے لیے اس کے گھر جاتے، کبھی کبھی ان کے ساتھ میرا بھی جانا ہوتا تھا، ایک صاحب کے یہاں والد صاحب گئے تو سعی بسیار کے باوجود اس کی زبان پر کلمہ شہادت جاری نہیں ہو پا رہا تھا، اس کے والد کو بلایا گیا، بڑی منت سماجت کے بعد وہ اسے معاف کرنے پر راضی ہوئے، بیٹے نے تکلیف بہت پہونچائی تھی اور وہ سب عکس کی طرح ان کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا، جیسے ہی انہوں نے معاف کیا ان کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا، حدیث میں اس قسم کے بہت سے واقعات مذکور ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ والدہ معاف کرنے کو تیار نہیں تھی، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی منگوائی آگ روشن کیا اور کہا کہ اس کو اٹھا کر اس آگ میں ڈال دو، ماں نے کہا کہ مت ڈالیے بتایا گیا کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ سخت ہے، اگر تم نے معاف نہیں کیا تو یہ جہنم میں ڈالا جائے گا، تب جا کر اس کا دل پسیجا اور وہ معاف کرنے کو تیار ہوئی۔

عوام بن حوشبؒ کے حوالہ سے امام اصبہانی نے لکھا ہے کہ ایک شخص شراب پیتا تھا، اس کی ماں روکتی تو کہتا کیا گدھے کی طرح رینگتی رہتی ہے، عصر کے بعد اس شخص کی موت ہوئی تو قبر اس کی پھٹ جاتی اور تین بار گدھے کی آواز نکلتا اور پھر قبر اس پر بند ہو جاتی، ابوبکر ابن مریم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ توریت میں والدین کو مارنے والے پر رجم کی سزا مذکور ہے۔

عذاب کے مسلسل نازل ہونے کے جو اسباب احادیث میں آئے ہیں، ان میں سے **ادنی صدیقة واقصی اباہ**، دوست قریب ہو جائیں گے اور والدین دور ہو جائیں گے اور آدمی اپنی بیوی کا فرماں بردار ہوگا، اس کی اطاعت کرنے لگے گا، آج صورت حال یہی ہے کہ ہمارا نوجوان طبقہ رات رات بھر لہو ولعب میں مبتلا رہتا ہے، والدین کراہ رہے ہیں، انہیں دوا کی ضرورت ہے، تیمارداری کی ضرورت ہے، لیکن بچوں کے پاس والدین کی خدمت کے لیے وقت نہیں ہے، مسئلہ صرف وقت کا نہیں، وہ ان سے نفرت بھی کرنے لگتا ہے، معاملہ دل کا نہیں، زبان اور تحریر میں بھی برملا اس کا اظہار کر رہتا ہے۔ وہ بیوی کا اس قدر فرمان بردار ہو جاتا ہے کہ والدین کی سنتا ہی نہیں ہے، اسے بوڑھے والدین کی آواز مینڈک کی ٹرٹراہٹ محسوس ہوتی ہے، وہ والدین کو اپنی سرگرمیوں میں رکاوٹ سمجھتا ہے، اسی لیے اب ہمارے ملک میں بھی اولڈ ایج ہوم (بیت الضعفاء) نے رواج پا لیا ہے، بوڑھے والدین کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہوتا تو اولڈ ایج ہوم ان کے لیے رحمت ثابت ہوتا ہے وہ ان کی راحت رسانی میں لگتا ہے، لیکن ظاہر ہے اپنے بچوں کے ساتھ رہنے کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے، یہ ایمانی، انسانی تقاضہ اور شرعی مطالبہ ہے کہ ہم والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں اور ان کی فرماں برداری کریں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

اچھی باتیں

''اس قدر برداشت کی عادت نہ ڈالیں کہ لوگ بھول جائیں کہ آپ بھی ایک انسان ہیں ☆ جس انسان میں خوبیاں نہیں ہوتیں وہ دوسروں میں خامیاں نکال کر اور اس کی بُرائی کر کے خود کو بڑا عظیم بننے کی کوشش میں لگا رہتا ہے ☆ جھوٹ بولنے سے دنیا تو مل سکتی ہے، لیکن آخرت کی بربادی یقینی ہے ☆ بڑوں کے سایہ کو بوجھ نہیں سمجھئے، یہ ہمارا حفاظتی حصار ہے، انہیں سنبھال کر رکھیے ☆ ناخن بڑے ہو جائیں تو ناخن کاٹے جاتے ہیں، انگلیاں نہیں، اسی طرح رشتوں میں جب دراڑ آجائے تو دراڑ کو مٹائیے، رشتوں کو نہیں ☆ غلطیاں سدھاری جا سکتی ہیں، غلط فہمیاں بھی سدھاری جا سکتی ہیں، لیکن غلط سوچ کو کبھی سدھارا نہیں جا سکتا۔'' (حاصل مطالعہ مشاہدہ)

بلا تبصرہ

''حکومت اپنے سیاسی مفادات اور ایجنڈے کی کامیابی کے لیے سرکاری خزانہ کے اربوں روپے خرچ کر کے ملک کی تاریخ سے مسلمانوں کے نام کو صدیوں سے آباد، شہروں، تاریخی عمارتوں، پرانے ریلوے اسٹیشنوں کے نام تبدیل کر کے ملک کے فرقہ پرستوں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے، انتہا تو یہ ہے کہ ملک کے مسلمانوں سے اتنی نفرت بڑھائی جا رہی ہے کہ ان کے کھانے، پینے، مرنے، جینے پر بھی پہرے بٹھائے جا رہے ہیں، ان کے مذہبی تشخص کو بھی ختم کیا جا رہا ہے، مسلمانوں کی مساجد، مدارس، عیدگاہیں اور قبرستانوں تک کو مختلف بہانوں سے ختم کرنے کے منصوبوں پر عمل ہو رہا ہے، مختلف بہانوں سے ملک کے مختلف حصوں میں برسہا برس سے بسنے والے مسلمانوں کے مکانوں، دوکانوں کے ساتھ ساتھ مذہبی عبادت گاہوں کو بھی مسمار کیا جا رہا ہے۔'' (راشٹریہ سہارا ۷ اکتوبر ۲۰۲۴ء)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

صبر اور تقویٰ کے دامن کو تھامے رکھئے

''اگر تم لوگوں کو بھلائی حاصل ہو تو ان کو ناگوار گذرتی ہے اور تم کسی تکلیف دہ بات سے دوچار ہو تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں، اگر تم لوگ صبر اور تقویٰ سے کام لیتے رہو، تو ان کی سازش تم کو کچھ بھی نقصان نہیں پہونچا سکے گی، کیونکہ ان کے سارے کرتوت کو اللہ اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں'' (سورہ آل عمران: ۱۲۰)

وضاحت: قرآن مجید نے مسلمانوں کو ہر قسم کے مصائب اور پریشانیوں سے محفوظ رہنے کے لئے صبر و تقویٰ کو ایک موثر علاج کی حیثیت سے بیان فرمایا اور امت کو اس بات کی تلقین کی کہ اگر حالات ناسازگار ہوجائیں اور مخالفین تمہیں نقصان پہونچانے کے درپے ہوجائیں تو اس وقت صبر و تقویٰ کے دامن کو مضبوطی سے تھام لو اور ہر حال میں اللہ سے لو لگائے رکھو، اگر تم نے اللہ پر پختہ یقین اور بھروسہ کرلیا تو تم کو ان کی چالیں ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہونچا سکیں گی، کیونکہ صبر و تقویٰ ایسا جامع لفظ ہے کہ اس میں اللہ سے تعلق اور ظاہری تدابیر دونوں شامل ہیں، اس لئے کہ جو ظاہری تدابیر اختیار کر کے اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ تعالیٰ دشمنوں کی سازشوں کو بے اثر اور نامراد فرمادے گا اور انہیں فتح و نصرت عطا کرے گا، بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں کو اللہ کے سپرد کردیتا ہے، اللہ اس کو کبھی ضائع نہیں کرتا ہے۔

یہ ستم ظرفی کہئے یا جہالت و نادانی کہ بہت سے مسلمان بھائی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے ناگفتہ بہ حالات پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور بسا اوقات اپنے دکھ و تکلیف سے زیادہ دوسروں کے سکھ سے پریشان رہتے ہیں، یا اپنا سکھ دوسروں کے دکھ میں تلاش کرتے ہیں اور دشمنوں کے سر میں سر ملاتے رہتے ہیں، ایسے مریضانہ سوچ اور بیمار ذہنیت کے لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ مصیبتیں آج اگر دوسرے کے پاس آئی ہیں تو کل ہمارے پاس بھی آسکتی ہیں اور ہم بھی کسی ناگفتہ حالات سے دوچار ہوسکتے ہیں، اسی لئے ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اپنے بھائی کی مصیبت پر اظہار مسرت مت کرو، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمادے اور تجھے اس میں مبتلا کردے، تاریخ کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ جب فاتح فلسطین مرد مجاہد و جلیل حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی کی وفات ہوئی تو ایک ریاست کے حکمراں جن کا نام مورخین نے سیف الدین لکھا ہے، اس نے فرحت و مسرت کا اظہار کیا، اللہ نے ان کی سخت گرفت فرمائی اور زیادہ دنوں کی مہلت نہ دی، صرف دو ماہ کے اندر وہ بڑی بے دردی سے قتل کردئے گئے، اس طرح کے واقعات سے ہمیں عبرت لینا چاہئے اور کسی کے دکھ درد اور مصیبت و پریشانی کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے، یوں بھی کسی کلمہ گو فرد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کی مصیبت پر جشن منائے اور خوشی کا اظہار کرے، اللہ سے ہر مسلمان بھائی کے لئے دعا کرنا چاہئے کہ اللہ رب العزت اس کو عزت و خوشحالی کی زندگی نصیب فرمائے، اگر ہم نے دوسروں کے لئے دعاء خیر کی تو اللہ تعالیٰ اس کے طفیل میں ہمارے مسائل کو بھی حل فرمادیں گے۔

چرب زبان منافقوں سے بچئے

''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ چرب زبان منافقوں سے ہے'' (مسند احمد، طبرانی)

مطلب: انسان کے ہر قول و عمل کی درستی کی بنیاد یہ ہے کہ اس کے لئے اس کا دل اور اس کی زبان دونوں ایک دوسرے کے مطابق اور ہم آہنگ ہو جس کو صدق اور سچائی کہتے ہیں، یہ صفت جس شخص کے اندر پائی جائے گی، وہ بہت سی برائیوں سے محفوظ رہے گا اور سب کے بھروسے کے قابل رہے گا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ اللہ کے یہاں اعزاز و اکرام سے نوازا جائے گا، ''لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ'' اللہ سچ اترنے والوں کو ان کی سچائی کے عوض دیتے ہیں، عام طور پر صحیح اور درست بات کرنے والوں کو صادق کہا جاتا ہے، مگر شریعت اسلام میں اس کے معنی کے اندر بڑی وسعت و گہرائی ہے، اگر کسی کے کردار و عمل میں صداقت ہو تو وہ مومن بندہ اللہ کا محبوب بندہ ہوتا ہے، گویا یہ ایمان و اسلام کی بڑی علامت و نشانی ہے، اس کے برخلاف ہر قسم کا جھوٹ دل کے نفاق کے ہم معنی ہے، کیوں کہ صدق کی راہ سے ایمان اور نیکی کا جذبہ ابھرتا ہے اور جھوٹ کی راہ سے نفاق اور برائی کی خواہش پیدا ہوتی ہے، بہت سے لوگ اپنی قوت گویائی اور چرب زبانی سے لوگوں کے فکر و عقل کو اچک لیتے ہیں اور معاملے کے رخ کو اس طرح پھیر دیتے ہیں کہ گویا کہ ان کے دل کی آواز ہے، درانحالیکہ ان کے دلوں میں نفاق کے جراثیم بھرے ہوئے ہیں، قیامت کے دن اللہ کے یہاں ہاتھ و پیر سب ان کے خلاف گواہی دیں گے: ''يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ'' اس لئے حدیث شریف میں کہا گیا کہ ''دروغ گو، چرب زبان منافق سے ہوشیار رہو، بیدار رہو، ذرا معاشرہ کا جائزہ لیجئے کہ اکثر دیکھا گیا کہ جو لوگ چرب زبان ہوتے ہیں، وہ فضول باتیں کثرت سے کرتے ہیں اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو زیادہ بولتا ہے اس سے غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں اور جن کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں، اس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں، انہیں بنیادوں پر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ اچھی اور بھلی بات کہے، ورنہ خاموش رہے، حضرت معاذ بن جبلؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کونسا عمل افضل ہے، تو آپؐ نے اپنی زبان نکالی اور اس پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا اور فرمایا کہ اس کو روکو، اس کی حفاظت کرو، گویا لایعنی اور غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرو، جو کہ ایک شریف انسان کی صفت ہے، جب فضول باتوں سے ہی روکا گیا تو پھر بے جا چرب زبانی کے ذریعہ معاملہ کے رخ کو موڑنا شرافت انسانی کے خلاف ہونا ظاہر ہے اور مذکورہ حدیث میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، تاکہ امت کسی فتنہ کے اندیشہ میں نہ مبتلا ہو۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

فجر کی جماعت ہونے کے درمیان سنت پڑھنا

س: بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ فجر کی نماز شروع ہوتی ہے اور ادھر سنت پڑھ رہے ہوتے ہیں، کیا یہ حدیث ''اذا أقيمت الصلاة فلاصلاة إلا المكتوبة'' کے خلاف نہیں ہے، جبکہ سنت تو فرض کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

ج: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد سنن و نوافل پڑھنے سے منع فرمایا ہے: ''نهى عن الصلاة بعد الفجر حتى تطلع الشمس وبعد العصر حتى تغرب الشمس'' (صحیح لمسلم: ۱/۲۷۵، صحیح البخاری: ۱/۸۲) اور اگر کسی کی سنت فجر رہ گئی ہو تو اس کے متعلق فرمایا کہ سورج نکلنے کے بعد پڑھے: ''من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ماتطلع الشمس'' (سنن ترمذی: ۱/۹۶)

ان روایات کی روشنی میں احناف کے نزدیک فجر کی نماز کے بعد فجر کی سنت پڑھنا ممنوع ہے، اب رہا جماعت ہو رہی ہو اس درمیان سنت پڑھنا تو اس سلسلہ میں احناف کا موقف یہ ہے کہ جماعت کھڑی ہونے کے بعد جماعت کی صفوں سے ہٹ کر مسجد کے کسی گوشہ یا ستون کی آڑ میں فجر کی سنت پڑھ لینا درست ہے، بشرطیکہ جماعت کے بالکل فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو، برخلاف دوسری نمازوں کے کہ وہاں جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنتیں پڑھنا صحیح نہیں ہے اور مذکورہ حدیث ''اذا أقيمت الصلاة فلاصلاة إلا المكتوبة'' انہیں نمازوں سے متعلق ہے، سنت فجر اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت فجر کی تاکید فرمائی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: فجر کی سنت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے: ''ركعتا الفجر خير من الدنيا ومافيها'' (صحيح لمسلم: ۱/۲۵۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی سنت نہ چھوڑو اگرچہ گھوڑے تمہیں روند ڈالیں: ''لاتدعوهما وان طردتكم الخيل'' (سنن ابی داؤد: ۱/۱۷۹)

نیز جلیل القدر فقہائے صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہم کا معمول یہی تھا کہ یہ حضرات فجر کی نماز کے لئے جب مسجد تشریف لاتے اور فجر کی جماعت ہورہی ہوتی تو اگر انہوں نے سنتیں نہ پڑھی ہوتیں تو پہلے دو رکعت سنت ادا کرلیتے پھر جماعت میں شریک ہوتے (طحاوی: ۱/۲۵۸) ''فمن اجل هذا اختار ائمتنا أدائهما عند الاقامة جمعاً بين الادلة واستيفاءً لكل فضيلة على أن الحديث يحتمل محامل من التخصيص بما عدا ركعتي الفجر الخ'' (معارف السنن: ۴/۷۴)

فجر کے وقت تحیۃ المسجد پڑھنا

س: فجر کے وقت سنت گھر میں پڑھ کر مسجد گیا، اب کیا مسجد میں تحیۃ المسجد پڑھ سکتے ہیں؟ جواب سے نوازیں!

ج: فجر کے وقت فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ کوئی نفل نماز پڑھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اس لئے اس وقت کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے: ''قال عليه الصلوة والسلام: لاصلاة بعد الفجر الا سجدتين، قال ابوعيسى... وهو مااجمع عليه أهل العلم كرهوا أن يصلى الرجل بعد طلوع الفجر الا ركعتي الفجر'' (سنن ترمذی: ۱/۹۶)

ظہر سے قبل دو رکعت سنت پڑھی بعد میں کتنی پڑھنی ہوگی

س: ظہر سے قبل چار رکعت سنت پڑھنا شروع کیا اسی درمیان جماعت شروع ہوگئی، دو رکعت پر سلام پھیر دیا اور جماعت میں شامل ہوگیا، فرض ادا کرنے کے بعد باقی دو رکعت پڑھنی ہوگی یا پھر سے چار رکعت پڑھنی ہوگی؟

ج: ظہر کی فرض سے پہلے چار رکعت سنت موکدہ ایک سلام سے پڑھنا ہے، اگر کسی نے دو رکعت پر سلام پھیر کر امام کے ساتھ نماز میں شرکت کی تو فرض کے بعد پھر سے چار رکعت ایک سلام سے پڑھنی ہوگی: ''عن ابی ايوب ان النبی صلی الله عليه وسلم كان يصلی قبل الظهر اربعا اذا زالت الشمس لايفصل بينهما بتسليم'' (ابن ماجه: ۸۲، باب فی الاربع الركعات قبل الظهر) ''(وسنن) مؤكدا (أربع قبل الظهر و) أربع قبل (الجمعة و) أربع (بعدها بتسليمة) فلو بتسليمين لم تنب عن السنة'' (الدر المختار على صدر رد المحتار: ۲/۴۵۱)

ظہر کی فرض نماز کے بعد ظہر سے پہلے کی اور بعد کی سنتوں میں ترتیب

س: ظہر کے وقت سنت پڑھے بغیر جماعت میں شامل ہوگیا، اب فرض کے بعد پہلے کون سی سنت ادا کی جائے گی؟ ظہر سے پہلے والی چار رکعت یا بعد والی دو رکعت؟

ج: اگر کسی وجہ سے ظہر سے پہلے کی سنت رہ جائے تو ظہر کی فرض نماز کے بعد ادا کی جائے گی، بہتر یہ ہے کہ بعد کی دو رکعت سنت پہلے پڑھی جائے اور پہلے کی چار رکعت سنت اس کے بعد ادا کی جائے، اگر کسی نے اس کے خلاف کیا تو بھی سنت ادا ہوجائے گی: ''كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فاتته الاربع قبل الظهر صلاها بعد الركعتين بعد الظهر'' (ابن ماجه: ۸۲)۔

منفرد کے لئے اقامت

س: کیا اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے اقامت کہنا ضروری ہے؟ گرچہ مسجد ہی میں ہو!

ج: منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والے) کے لئے اقامت لازم نہیں ہے، مسجد میں جماعت ہوجانے کے بعد منفرد کے لئے اقامت مکروہ ہے، البتہ اگر وہ گھر یا دوکان میں نماز پڑھ رہا ہے تو محلّہ کی اذان و اقامت ہی اس کے لئے کافی ہے، تاہم وہ اقامت کہہ لیتا ہے تو بہتر ہے: ''اذا صلى الرجل فی بيته واكتفى باذان الناس واقامتهم اجزاه وان اقام فهو حسن'' (بدائع الصنائع: ۱/۳۷۷)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 39 مورخہ ۱۰؍ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۴؍اکتوبر ۲۰۲۴ء روز سوموار

حماس اسرائیل جنگ کے ایک سال

۷؍اکتوبر ۲۰۲۴ء کو حماس اسرائیل جنگ کے ایک سال پورے ہو گیے، جیت ہار کا فیصلہ نہیں ہو سکا، عصر حاضر کی لڑائی میں فتح وشکست کا وہ تصور باقی بھی نہیں رہا جو عہد وسطیٰ میں ہوا کرتا تھا، اب اگر کوئی ملک کسی ملک پر قبضہ بھی کر لے تو دیر سویر مختلف سطح سے گفت وشنید کے بعد اسے خالی کرالیا جاتا ہے، جیسے عراق کا کویت پر قبضہ باقی نہ رہ سکا، برطانیہ کی نوآبادیات اس کے ہاتھوں سے نکل گئیں، اس معاملہ میں استثنیٰ صرف اسرائیل کا ہے، جسے مغربی استعمار کے نتیجے میں مسلمانوں کے قبلۂ اول کی سرزمین پر بسا دیا گیا، اور آج تک وہ اس پر قابض ودخیل ہے، اور وہاں اصل آبادی، بیت القدس اور مسجد اقصیٰ کو فنا کے گھاٹ اتارنے پر لگا ہے، یہی وہ احساسات تھے، جس نے حماس کو 7؍اکتوبر 2023ء کو اسرائیل پر حملہ کرنے پر مجبور کیا، کئی سو لوگ مارے گیے اور بہت سارے یرغمال بنائے گیے، اس حملہ نے دنیا کی سب سے اچھی خفیہ ایجنسی ''موساد'' اور سب سے طاقتور فوج کی دعویداری کی ہوا نکال دی۔

اس ایک سال میں حماس کی مرکزی اور فوجی قیادت کا سخت نقصان ہوا، 41909 میں بچے، بوڑھے، خواتین اور نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا، مغربی کنارے پر اب تک 742 فلسطینیوں کو جان سے ہاتھ دھونے پڑے ہیں، دونوں کو جوڑ دیں تو معلوم ہوگا کہ ایک سو سولہ (116) فلسطینی یومیہ اس مہم میں کام آئے، 20000 فلسطینی غائب اور 97303 زخمی ہیں جب کہ مغربی کنارے کے زخمیوں کی تعداد 6250 ہے، قیدیوں کی تعداد غزہ میں 9312 اور مغربی کنارے کے 1110 ہے، اس ایک سال میں 1900000 فلسطینی بے گھر ہوئے اور انہیں جلا وطنی کی زندگی گذارنی پڑ رہی ہے، حماس کے سربراہ اسماعیل ہانیہ اور حزب اللہ کے سربراہ حسن نصر اللہ بھی اسرائیلی حملے اور سازش کی بھینٹ چڑھ گیے، مسلم ممالک کے سربراہان اس پورے ایک سال میں زبانی بیانات پر اکتفا کرتے رہے، امریکہ مسلمانوں کا ہو ہی نہیں سکتا، اس سے کوئی توقع فضول ہے، اس کی تاریخ پیٹھ پر وار کرنے کی رہی ہے، وہ ہر سطح پر اپنی تاریخی حیثیت وروایات کو برقرار رکھے ہوا ہے، اسلحہ بھی دیتا ہے، فنڈ بھی فراہم کرتا ہے اور اقوام متحدہ میں جنگ بند کرنے کی گوہار بھی لگاتا ہے۔

جنگ کی یہ آگ لبنان، ایران، شام اور یمن تک پہونچ گئی ہے، اسرائیل ان ملکوں پر مسلسل حملے کر رہا ہے، اسپتال، اسکول، شفاخانے، فوجی تنصیبات اور عوامی گذرگاہوں پر راکٹ داغے جا رہے ہیں، بم برسایا جا رہا ہے،، غزہ تو خاک کا ڈھیر بن گیا ہے، یمن، شام، لبنان اور ایران کی طرف تیزی سے یہ آگ پھیل رہی ہے، دوسرے ممالک بھی دیر سویر اس کی زد میں آنے والے ہیں، مسلم ممالک کے سربراہان کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ فلسطینیوں کے قتل پر جو لگ آج چپ اور خاموش ہیں، ان کا نمبر جلد ہی آنے والا ہے۔

غزہ اور مغربی پٹی پر انتہائی پریشان کن حالات ہونے کے باوجود حماس اسرائیلیوں پر حملے کر رہا ہے، سمجھوتے میں دونوں طرف کے یرغمال اور قیدی کا تبادلہ ہوا، لیکن جو بچ گیے اور حماس کے قبضے میں ہیں، پورے سال گذرنے کے بعد بھی اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد کی پہونچ وہاں تک نہیں ہو سکی ہے، حماس کے پاس سے یرغمالیوں کو رہا کرانے کی ساری کوششیں ناکام ہو چکی ہیں، اس کی وجہ سے اسرائیل میں وزیر اعظم نیتن یاہو کے خلاف بڑے بڑے مظاہرے ہو رہے ہیں، اور اس کی مقبولیت کا گراف بہت نیچے آ گیا ہے۔

لبنان میں حزب اللہ کے قائد حسن نصر اللہ کا دنیا سے چلا جانا انتہائی افسوسناک ہے، ان کی حکمت عملی سے حزب اللہ کی طاقت فوجی اور سیاسی اعتبار سے حماس سے آگے ہو گئی تھی، اس نے پہلے بھی اسرائیل کو شدید نقصان پہونچایا تھا کئی کمانڈر کے گذر جانے کے باوجود حزب اللہ حوصلہ نہیں ہارا ہے، شام سے حوثی بھی اسرائیل کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں، نیتن یاہو بضد ہے کہ حماس کو ختم کر کے دم لیں گے، یرغمالیوں کو رہا کرائیں گے، لیکن ہندوستانی محاورے کا استعمال کریں تو کہنا چاہیے کہ ابھی دہلی دور ہے۔

دوسری طرف حماس اور حزب اللہ کے فدائین کے حوصلے بلند ہیں، انہوں نے ایک سال پورے ہونے پر جو حملہ کیا ہے، اس نے دنیا کو بتا دیا کہ اسرائیل کے سارے دفاعی سسٹم کو ٹھینگا دکھا کر وہ آج بھی اسرائیل کے قلب تک پہونچ سکتا ہے اور تل ابیب اس کی زد سے باہر نہیں ہے، چنانچہ اس نے تل ابیب اور اسرائیل کے حیفا شہر کو نشانہ بنا کر اور کامیاب حملہ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ مغربی ممالک جسے مردہ سمجھ رہے ہیں، وہ ابھی مرا نہیں ہے، شہیدوں کے لہو کا ہر قطرہ حماس اور حزب اللہ میں نئی امنگ، نئی ترنگ اور نیا حوصلہ پیدا کر رہا ہے، حالانکہ کہ حزب اللہ کے سربراہ حسن نصر اللہ کے ساتھ نوے اعلیٰ کمانڈر اور کئی قیادت پر فائز ہونے والی ممکنہ شخصیتیں ماری گئی ہیں۔

جنگ کی سالگرہ پر حماس کے بیرون ملک امور کے سربراہ خالد مشعل نے بجا کہا ہے کہ ایک سال کی جارحیت کے باوجود قابض صہیونی اپنے عزائم میں بری طرح ناکام رہا ہے، حماس کے رکن خلیل الحیا کا یہ بیان بھی درست ہے کہ 7؍اکتوبر نے دشمن کے اس فریب کا خاتمہ کر دیا ہے، جس سے دنیا ان کے نام نہاد اور برتری کی قائل ہو گئی تھی، القسام بریگیڈ کے ترجمان ابو عبیدہ نے کہا: ہم اب بھی ایک ظالم دشمن کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں، ہم نے ہزاروں دشمن فوجیوں کو ہلاک اور زخمی کیا اور سینکڑوں فوجی گاڑیوں کو ناکارہ بنایا ہے، ابو عبیدہ نے یہ بھی کہا کہ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ عرب حکمراں اور علماء کو کیا مسجد اقصیٰ کے انہدام کا انتظار ہے۔

اللہ ان مجاہدین کے جذبۂ قربانی، حوصلے اور ہمت کو سلامت رکھے، ان کی جرأت اور فلسطین کے لیے ان کی قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

انتخابی نتائج

ہریانہ اور جموں کشمیر کے انتخابی نتائج کا اعلان ہو چکا ہے، دونوں جگہ نوے نوے نشستوں کے لیے انتخابات ہوئے تھے، توقع کی جارہی تھی کہ ہریانہ میں کانگریس اس بار آ جائے گی، پیشگی قیاس آرائی (اگزٹ پول) والے بھی سب کے سب ایک ساتھ تھے کہ اس بار بی جے پی ہریانہ انتخاب نہیں جیت پائے گی، لیکن نتائج خلاف قیاس آئے، جس نے سب کو متحیر کر دیا، خود بی جے پی والوں کو بھی ایسی توقع نہیں تھی کہ وہ کانگریس پر سبقت لے جائے گی، لیکن اس نے اڑتالیس سیٹ جیت کر تیسری بار حکومت بنانے پر اپنی مہر لگا دی، کانگریس کو صرف سینتیس (37) سیٹیں ملیں، اندازہ ستر سیٹوں تک کا لگایا جا رہا تھا، آر، این، ایل، ڈی دو اور آزاد امیدوار تین پر سمٹ کر رہ گیے، اطمینان کی بات یہ ہے کہ کانگریس اور بی جے پی دونوں ووٹ حاصل کرنے کے اعتبار سے 39.39 فی صد پر رہے، فرق صرف 0.85 فی صد کا رہا، اس سے پارٹی کی مقبولیت کا پتہ چلتا ہے، البتہ حکومتیں سیٹوں کی کثرت سے بنا کرتی ہیں، اور وہ بی جے پی کے پاس ہے۔

کانگریس نے کسان پہلوان اور جوان پر اپنی توجہ مرکوز رکھی تھی، کسانوں نے مودی حکومت کے خلاف لمبی لڑائی لڑی تھی اور اب بھی وہ بی جے پی سے مطمئن نہیں تھے، فوج میں ہریانہ سے زیادہ جوان جاتے ہیں، کانگریس نے اگنی ویر کے خلاف مہم چھیڑ کر جوانوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی، جنتر منتر پر پہلوانوں نے جو دھرنا دیا اور جنسی ہراسانی پر جو احتجاج کیا، اس سے خواتین اور کھلاڑیوں کے ووٹ کانگریس کی طرف آئے تھے، اس لیے کانگریس نے ونیش پھوگاٹ کو علامتی طور پر جالون سے ٹکٹ دیا تھا، ونیش پھوگاٹ خود تو جیت گئی، لیکن ریاست میں کانگریس ہار گئی، ہریانہ میں جاٹ اور غیر جاٹ برادری کے ووٹ الگ الگ خانوں میں گیے، جاٹوں نے کانگریس کو ووٹ دیا، غیر جاٹ رائے دہندگان کو متحد کرنے میں بی جے پی کامیاب ہو گئی، اور کانگریس کا یہ دعویٰ اور نعرہ کہ چھتیس (36) برادریاں ہمارے ساتھ ہیں، صرف نعرہ بن کر رہ گیا، البتہ مسلم رائے دہندگان کسی تفرقہ کے شکار نہیں ہوئے اور انہوں نے پارلیامنٹ انتخاب کی پالیسی کے مطابق ہی کام کیا، چنانچہ کانگریس کے سارے مسلم امیدوار جیت درج کرانے میں کامیاب ہو گیے، مسلم امیدوار بمقابلہ مسلم امیدوار کی سیاست کو مسلمانوں نے اچھی طرح سمجھا اور جیتنے والے امیدوار کو یک طرفہ ووٹ دے کر اس کامیابی سے ہم کنار کیا، اس سے ہریانوی مسلمانوں کے سیاسی شعور کا پتہ چلتا ہے، بی جے پی کے وزیر اعلیٰ کے طور پر نایب سنگھ سینی وزیر اعلیٰ ہو سکتے ہیں، وہ انتخاب سے صرف دو سو (200) دن قبل بی جے پی کی طرف سے ہریانہ کے وزیر اعلیٰ بنے تھے اور انتخاب انہیں کی سربراہی میں ہوا تھا، گو وہاں کے سابق وزیر اعلیٰ موہن لال کھٹر ان کے سخت مخالف ہیں اور وہ روڑے بھی اٹکا سکتے ہیں۔

غور طلب بات یہ بھی ہے کہ کانگریس جیتتے، جیتتے ہار کیسے گئی، اس کی وجہ وہاں کانگریس کے کارکنوں کی سرد مہری رہی، کئی بوتھ پر تو کوئی تھا ہی نہیں، ٹکٹ کی تقسیم میں تاخیر، باغی آزاد امیدوار کا میدان میں کودنا بھی نقصان پہونچا گیا، کم از کم پندرہ سیٹوں پر کانگریس کے باغی امیدواروں نے کانگریس کو شکست سے دوچار کیا، کماری شلجا نے گروپ بازی کی وجہ سے اپنے کو انتخابی دوروں سے دور رکھا، اس کا اثر بھی کانگریس کی انتخابی سیاست میں دیکھنے کو ملا۔ اس کے علاوہ غیر ضروری خود اعتمادی نے بھی کانگریس کا بیڑہ غرق کرنے میں اہم رول ادا کیا، اگر وہ انڈیا اتحاد کو ساتھ لے کر انتخاب لڑتی تو یہ نوبت نہیں آتی۔

ہریانہ کے برعکس جموں کشمیر میں نیشنل کانفرنس اور کانگریس نے فتح کا پرچم لہرایا، دس سال بعد ہوئے انتخاب میں کانگریس کو صرف چھ سیٹیں ملیں اور 2014 کے مقابلے چھ سیٹ کا نقصان ہوا، لیکن دونوں پارٹی کے مشترکہ طور پر انتخاب لڑنے کی وجہ سے نیشنل کانفرنس کو اس کا فائدہ ملا اور وہ بیالیس سیٹ جیتنے میں کامیاب ہوئی، یہ 2014 کے مقابلہ ستائیس سیٹ زیادہ ہے اس نے اپنے ووٹ کا تناسب بھی 2.23 فی صد بڑھایا، اس کو اس بار 23.43% فیصد ووٹ ملے، کانگریس نے 11.9% ووٹ حاصل کیا اور گذشتہ انتخاب کے مقابل 6.23% فی صد کی کمی آئی، بی جے پی نے 29 اور پی ڈی پی نے صرف تین سیٹوں پر فتح حاصل کی اور اسے گذشتہ انتخاب کے مقابلہ پچیس (25) سیٹوں کا نقصان ہوا، جبکہ بی جے پی کو چار سیٹوں کا فائدہ ہوا۔ اور کشمیر علاقہ میں اس کا کھاتا نہیں کھل پایا۔

مبصرین کی رائے میں جموں کشمیر میں ایسی ہی توقع تھی، کشمیری عوام دفعہ 370 اور 15A ہٹانے کے خلاف تھے، انہیں مرکزی سرکار کے ماتحت کرنے اور ایل جی کے ذریعہ حکومت چلائے جانے کے طریقۂ کار سے بھی ناراضگی تھی، وہ جموں کشمیر کا ریاستی درجہ واپس کروانا چاہتے تھے، ساری پارٹیاں یہی کہہ رہی تھیں، لیکن عوام نے نیشنل کانفرنس پر بھروسہ جتایا، اور اسے حکومت سازی کا موقع فراہم کیا، فاروق عبد اللہ نے جو نیشنل کانفرنس پارٹی کے صدر بھی ہیں کے صاحب زادہ عمر عبد اللہ سابق وزیر اعلیٰ کشمیر اگلے وزیر اعلیٰ ہوں گے، پارٹی کے ممبران نے فیصلہ کر لیا ہے، عمر عبد اللہ کے لیے وہاں حکومت چلانا پہلے کی طرح آسان نہیں ہوگا، پہلے جموں کشمیر ایک ریاست تھی اور اب وہ مرکزی حکومت کے تحت ہے، ایسے میں سارے اختیار لفٹنٹ گورنر (L.G) کو حاصل ہوں گے، اور چاہ کر بھی وزیر اعلیٰ بہت کچھ نہیں کر پائیں گے، جیسا کہ دہلی میں ہو رہا ہے، سارے اختیارات ایل جی کے پاس ہیں، اور عاپ کی حکومت برائے نام ہے، اس کے خلاف جس نے بھی سر اٹھایا وہ آئی ڈی اور سی بی آئی کے ذریعہ جیل کی ہوا کھا رہا ہے، یا کھا کر واپس لوٹا ہے، کشمیر میں بھی یہی کچھ ہونے والا ہے۔

کشمیری عوام نے پی ڈی پی کو سبق سکھایا ہے، پارٹی کی سربراہ محبوبہ مفتی نے وہاں بی جے پی کے ساتھ مل کر حکومت بنائی تھی، عوام نے اسے قطعاً پسند نہیں کیا تھا، اس ناپسندیدگی کا ہی نتیجہ ہے کہ محبوبہ مفتی کی بیٹی التجا مفتی کو اپنی خاندانی سیٹ پر بھی منہ کی کھانی پڑی اور اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، اس طرح آئندہ پانچ سالوں کے لیے پی ڈی پی کا سیاسی وجود بند بستے میں چلا گیا ہے، یہ ان حکمرانوں کے لیے بھی سبق ہے جو خود غرضی اور ذاتی مفاد کے تحت سیاسی سمجھوتوں پر یقین رکھتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا قاری برہان الدین قاسمیؒ

بہترین قاری، ملی وسماجی خدمت گار، چوتھم کھگڑیا مڈل اسکول کے سابق صدر مدرس مولانا قاری برہان الدین بن حافظ ریاض الدین (م 2001) بن منشی ساکن مانڈر کھگڑیا بہار کا 30/ستمبر 2024ء مطابق 26/ربیع الاول 1446ھ بروز سوموار علی الصباح انتقال ہوگیا، وہ ذیابطیس (شوگر) کے قدیم مریض تھے، معمول کے مطابق ہی انہوں نے صبح کی، حوائج بشریہ سے فراغت کے لیے گیے اور گر گیے، ڈاکٹر بلایا گیا، انفیکشن پورے جسم میں پھیل چکا تھا، وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکے اور جان جان آفریں کے سپرد کر دیا، پس ماندگان میں اہلیہ، بارہ اولادیں، جن میں پانچ لڑکا اور سات لڑکیاں ہیں، وہ چار لڑکیوں کی شادی کر چکے تھے، ان میں سے کئی نے دینی تعلیم حاصل کی ہے اور مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں، جنازہ کی نماز دوسرے دن بروز منگل بعد نماز ظہر ادا کی گئی، جس کی امامت مولانا اظہر صاحب شیخ الحدیث جامعہ رحمانی مونگیر نے فرمائی اور سیکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں مانڈر کے مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

قاری برہان الدین صاحب والد حافظ ریاض الدین اور والدہ اختر النساء بنت شرافت حسین (م1969ء) کے گھر مانڈر مقدم خاندان 15/فروری 1960 میں پیدا ہوئے، حافظ ریاض الدین صاحب مرحوم اصلا صاحب پور کمال ضلع بیگوسرائے کے باشندہ تھے، قرآن کریم بہت اچھا پڑھتے تھے، تراویح وغیرہ کے سلسلے میں مانڈر جانا ہوتا تھا، چنانچہ مانڈر کے سیٹھ اجیر الحق عرف بڑاو سیٹھ نے قاری صاحب کے والد کے سامنے نقل مکانی کی تجویز رکھی اور زمین بھی فراہم کیا تو حافظ ریاض الدین صاحب نے مانڈر کی سکونت اختیار کر لی، بعد میں یہیں سلسلہ ازدواج میں منسلک ہوگیے تو یہ وطن اصلی بن گیا، اب پورا خاندان یہیں مقیم ہے۔

قاری صاحب کی ابتدائی تعلیم مانڈر ہی میں اپنے والد سے ہوئی، حفظ قرآن کی تکمیل بھی والد صاحب نے کرائی۔ فارسی کی ابتدائی تعلیم مانڈر کے ہی مدرسہ حسینیہ میں مولانا یوسف صاحب بطش پوری، مولانا محب اللہ اور مولانا محمد محسن صاحب سے پائی، 1976ء میں وہ مدرسہ شاہی مراد آباد چلے گیے اور ابتدائی عربی اول دوم تک کی کتابیں اس وقت کے نامور اساتذہ مولانا انصار الحق اور مولانا عبد الہادی سے کسب فیض کیا اور عربی نحو وصرف میں مہارت پیدا کی، تجوید کے اسرار ورموز مراد آباد جامع مسجد میں قاری کامل صاحب سے سیکھا، تعلیمی سلسلہ کا چار سال مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں گذرا، یہاں انہوں نے پھر سے عربی اول میں داخلہ لیا اور عربی چہارم تک کی کتابیں دیگر اساتذہ کے ساتھ مولانا یاسین اور مولانا سلمان مظاہری داماد حضرت شیخ الحدیث سے پڑھیں، مختصر المعانی کے سال وہ دار العلوم دیو بند میں داخل ہوئے اور 1981ء میں فراغت پائی، یہیں انہوں نے ہندوستان کے مشہور قاری مولانا احمد اللہ صاحب سبعہ عشرہ کی تکمیل کی وہ ایک سال کے لیے دار العلوم دیو بند سے وابستہ رہے تھے، قاری برہان الدین صاحب اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور تجوید وقراءت میں ایسی مہارت پیدا کی کہ لوگ انہیں مولانا سے کم قاری کے نام سے زیادہ جانتے تھے۔

فراغت کے بعد ایک ایک سال کامٹی ناگپور اور دار العلوم تاراپور، گجرات میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، ایک سال گوا کے مدینہ مسجد واسٹوگوا میں امامت کے فرائض انجام دیے، اور ایک سال مدرسہ حسینیہ ڈیکھی میں بھی عربی درجات کی کتابیں پڑھائیں، ہائی اسکول کر رکھا تھا، اس لیے ان کا داخلہ کھگڑیا ٹیچرس ٹریننگ کالج میں ہوگیا تو وہ گاؤں واپس آگیے، ٹرنگ کے بعد 1987ء میں پرائمری اسکول میں بحالی ہوئی، بعد میں انہوں نے بی اے کیا تو تبادلہ مڈل اسکول میں ہوگیا، اور چوتھم مڈل اسکول سے ملازمت کی عمر مکمل ہوجانے کے بعد یہیں سے سبکدوشی 2020ء میں عمل میں آئی۔ چونتیس (34) سال مسلسل بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے میں لگایا۔

قاری صاحب کی شادی سید پور ربلہا، مانسی، ضلع کھگڑیا میں سلیمان صاحب کی دختر نیک اختر سے ہوئی، اللہ نے اس رشتہ میں بڑی برکت دی، اور بارہ اولادیں ہوئی، قاری صاحب کا پورا خاندان طریقت میں حسینی تھا، چنانچہ قاری برہان الدین صاحب نے بھی فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ سے بیعت کیا اور ان کے بتائے ہوئے اوراد واذکار پر پابندی سے عامل رہے۔ قاری برہان الدین صاحب کا اور میرا دور طالب علمی دار العلوم میں ایک ہی تھا، وہ مجھ سے صرف ایک سال سینئر تھے، یہ دور دار العلوم میں ابتلاء وآزمائش کا تھا، بڑے مؤتمر ابناء قدیم اور تنظیم ابناء قدیم میں بٹے ہوئے تھے اور طلبہ کے بھی خیمے الگ الگ تھے، قاری برہان الدین صاحب نے اس زمانہ میں بھی انتہائی سنجیدہ زندگی گذاری، وہ مدنی خاندان سے قریب تھے، جمعیۃ الطلبہ کے کاموں میں سرگرم تو نہیں، لیکن مخالف بھی نہیں تھے۔

دیو بند سے آنے کے بعد میری ان کی ایک یا دو ملاقات ہی رہی، وہ مزاجاً خاموش طبع تھے، کم سخن نہیں کم گو تھے، اس لیے سامنے والے کے لیے بے تکلف اور کھل کر ملنا عام طور سے ممکن نہیں ہوتا تھا، وہ کئی میقات جمعیت علماء ضلع کھگڑیا کے صدر اور سکریٹری بھی رہے اور تعلیمی کاموں کے ساتھ ملی کاموں کی انجام دہی کے لیے بھی وقت لگایا، وہ امارت شرعیہ اور اس کے اکابر سے بھی محبت اور تعلق رکھتے تھے، 2003 کے وفد کے دورہ میں وہ حضرت امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین صاحبؒ کی قیادت میں ساتھ ساتھ رہے، اس سفر میں مولانا مفتی خالد حسین نیموی بھی شریک تھے، جو ان دنوں غالباً دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ کے استاذ تھے۔

قاری صاحب کے وصال کا ہم سب کو صدمہ ہے، اللہ ان کی مغفرت فرماتے ان کے بھائی مولانا سعد الدین کے معرفت میں نے ان سے اور ان کے پس ماندگان سے تعزیت کر لی ہے، اللہ سب کو صبر عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

امت کی مجموعی ترقی کا لائحۂ عمل

مولانا مفتی قیام الدین قاسمی بن مفتی اسماعیل قاسمی سیتامڑھی کے رہنے والے ہیں، عربی، اردو اور انگریزی زبان وادب میں اپنے معاصرین میں ممتاز ہیں، لکھتے بھی ہیں اور بولتے بھی خوب ہیں، دار العلوم دیو بند سے فضیلت، تکمیل ادب اور افتاء مدرسہ شاہی مرادآباد سے کیا ہے، انگلش لنگویج اینڈ لٹریچر کا ڈپلومہ کورس مرکز المعارف جوگیشوری ممبئی، حیدرآباد سے انگلش اور اردو میں ایم اے بھی کر لیا ہے، پروجیکٹ مینجمنٹ کے امتحان میں بھی کامیابی حاصل کر لی ہے، یہ کورس انہوں نے پروجکٹ مینجمنٹ انسٹی چیوٹ امریکہ (CAAM) سے کیا ہے، مطلب یہ کہ کافی پڑھے لکھے ہیں، نہ نرے عالم ہیں اور نہ نرے دانشور، دونوں کے آمیزہ سے آپ کے ذہن ودماغ میں جو ہیولیٰ بنے اس کا نام ہے مولانا قیام الدین، مزاج میں سیمابیت ہے، اس لیے اس کم عمری میں نصف درجن سے زائد اداروں کو اپنی خدمات دے چکے ہیں، اور کئی اداروں نے ایوارڈ واعزازات دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی ہے، اردو وانگریزی میں مضمون نگاری اور مراسلہ نگاری ان کا محبوب مشغلہ ہے، اردو میں ایک سو پچاس سے زائد مضامین اور انگریزی اخبارات میں چھ سو سے زائد انگریزی مراسلے شائع ہو چکے ہیں، ان دنوں جامعہ رحمانی مونگیر میں شعبہ تحقیق سے وابستہ ہیں، انہیں مفکر ملت امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی سرپرستی اور رہنمائی پورے طور پر حاصل ہے، پروجیکٹ مینجمنٹ کا کورس حضرت کی ہی توجہ اور صرفہ سے مکمل ہو سکا ہے۔

مولانا قیام الدین قاسمی ایک زرخیز ذہن ودماغ کے مالک ہیں، ہر وقت سوچتے رہتے ہیں، لیکن فلسفیوں کی طرح ان کے چہرے پر کرختگی اور خشکی نہیں پائی جاتی، وجیہ چہرے پر مسکراہٹ بھی رہتی ہے، امت کی مجموعی ترقی کے لیے بھی ان کے ذہن میں ایک خاکہ ہے، جسے انہوں نے ”مشن تقویت امت“ کا نام دیا ہے اور اسے تحریک شکل دینے کے لیے مسلسل کوشاں ہیں، ”امت کی مجموعی ترقی کا لائحۂ عمل“ مشن تقویت امت کے خد وخال اور اس کے روپ ریکھا کو بیان کرنے کے لیے تصنیف کی گئی ہے، تین سو پچاس (350) صفحہ کی اس کتاب میں امت کی ترقی کا فارمولہ اور فیلڈ ورک، سماجی مسائل اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل قیادت، پاور، علماء، طلبہ اور اسکالر، ایک جامع نظام تعلیم کی تشکیل، سروے اور خاکے، تجربات اور فیلڈ ورک جیسے اہم عنوانات پر کھل کر سیر حاصل بحث مولانا نے کیا ہے، پوری کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے، ہر باب کے ذیل میں متعدد ذیلی عناوین ہے، جس میں اس باب کے مالہ وماعلیہ کو سمیٹنے اور سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

کتاب کا آغاز انتساب سے ہوتا ہے، جو دماغ، دل اور آنسو کے نام ہے، یہ اجمال آپ کی سمجھ میں نہ آوے تو انتساب کی پوری عبارت پڑھ لیجیے، لکھتے ہیں ”ہر اس دماغ کے نام جو قوم مسلم کی ترقی کے لیے سوچ رہا اور پلان بنا رہا ہے، ہر اس دل کے نام جو امت کی تقویت کے لیے دھڑک رہا ہے، ہر اس آنسو کے نام جو ملت اسلامیہ کی خستہ حالی سے دل گرفتہ ہو کر بہہ رہا ہے۔

انتساب کے بعد فہرست مضامین ہے اور اس کے بعد حضرت مولانا سلمان بجنوری نقش بندی، حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا رضی الاسلام ندوی مدظلہم العالی کی تقریظات اور خود مصنف کا پیش لفظ ہے، ان بزرگوں نے اس کتاب کو مفید بتایا ہے، مولانا خالد سیف اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ ”یہ ضروری نہیں کہ اس کتاب کے تمام مندرجات سے حرف بہ حرف اتفاق کیا جائے، لیکن یہ کتاب اس لائق ضرور ہے کہ اس کو ایک بار پڑھا جائے اور جو بات سمجھ میں آئے اس کو عمل کے سانچے میں ڈھالا جائے“۔ (صفحہ 19)

حضرت مولانا سلمان بجنوری نے لکھا ہے کہ ”بہت ممکن ہے کہ اس کتاب کے تمام اجزاء لوگوں کی نظر میں مفید یا قابل عمل نہ ہوں، لیکن اس کتاب سے فکر ونظر کے بہت سے دریچے کھلیں گے“۔

کتاب کا ناشر مکتبہ مشن تقویت امت ہے، تین سو پچاس صفحات کی کتاب کی قیمت پانچ سو پچاس روپے زائد ہے، ہارڈ بائنڈنگ کے بجائے کارڈ بورڈ کے ٹائٹل سے کام چلا لیا گیا ہے، ٹائٹل کے مندرجات کی سیٹنگ اور اندر کے صفحات میں فونٹ کے بڑے چھوٹے ہونے نے کتاب کی خوبصورتی کو متاثر کیا ہے، فونٹ برابر رکھ کر اس کی ضخامت کو کم کرنا بھی ممکن تھا، ملنے کے پتے دو ہیں، مکتبہ مشن تقویت امت ڈمرا، سیتامڑھی اور نظام الدین قاسمی عادل منزل نزد کمال شاہ مسجد دیو بند سہارنپور، اس کے علاوہ آپ چاہیں تو فلپ کارٹ اور امیزون سے بھی اسے خرید سکتے ہیں۔ مولانا خود بھی مارکیٹنگ کرنا جانتے ہیں، اس لیے ممکن ہے ان سے رابطہ کرنے پر رعایتی قیمت پر مل جائے، مفت کی امید مت رکھیے گا، اس معاملہ میں مولانا ذرا سخت واقع ہوئے ہیں۔

مفتی قیام الدین صاحب کی یہ کتاب فکری بھی ہے اور ملت کے لیے مفید بھی، اس خاکے کو زمین پر اتارنا ایک بڑا کام ہے، پہلے نظریاتی بحث ہوگی، دوسرا مرحلہ عملی رنگ وروپ دینے کا ہے اور پھر دھیرے دھیرے یہ تحریک اگر اس کا تجربہ مفید رہا تو برگ وبار لائے گا، ورنہ تحریکوں کے اٹھنے، پنپنے اور پھر ختم ہو جانے کی تاریخ قدیم ہے۔ اللہ کرے یہ تحریک امت کی مجموعی ترقی کا سبب بن جائے، میں نے بہت پہلے اسلامی کارکنوں کے لیے تربیتی گائیڈ کے نام سے ایک کتاب عراقی عالم ڈاکٹر ہشام الطالب کی پڑھی تھی اور اس کا اردو ترجمہ میرے ہاتھ لگ گیا تھا، اس کتاب کے مطالعہ نے پرانے مطالعہ کی کئی پرتیں میرے سامنے کھول کر رکھ دیں اور اس کا حاصلِ مطالعہ تحت الشعور سے نکل کر میرے شعور ووجدان میں آبسا، مجھے یہ کتاب تربیتی گائیڈ کی طرح ہی فکری لگی۔ آج کل مفکر تو بہت ہیں، لیکن فکری کتابیں کم لکھی جا رہی ہیں، چند مضامین لکھ کر انہیں یک جا کر دیا جاتا ہے، کبھی تو مضامین بھی دوسروں کے ہوتے ہیں اور انہیں ترتیب وتالیف کے نام سے اپنے نام کر لیا جاتا ہے، یہ کتاب بھی اصلاً مضامین ہی کا مجموعہ ہے، جو الگ الگ موقعوں سے لکھا گیا ہے، یہ سارے مضامین مفتی صاحب کے اپنے ہیں، ایک خاص ترتیب اور سلیقہ نے اس میں کتاب کا رنگ وآہنگ پیدا کر دیا ہے۔

کتاب کی زبان عام فہم ہے، البتہ بعض ابواب میں انگریزی الفاظ کی کثرت سے قاری کا ذہن بوجھل ہوتا ہے، علمی مباحث میں بھی عام فہم متبادل الفاظ کا استعمال کیا جا سکتا ہے، بعض ابواب کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خیالات مصنف کے ذہن میں دوڑتے بھاگتے انگریزی میں آئے لیکن اس کو سائز کر کے اس کا ترجمہ اردو میں کر دیا گیا، میں اس کتاب کی تصنیف پر مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں اور ان کے روشن مستقبل اور تحریک کی کامیابی کی دعا پر اس تبصرہ کا اختتام کرتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

کلک: مولانا رضوان احمد ندوی

صحابہ کرامؓ کی شجاعت وبہادری: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حال یہ تھا کہ ایک غزوہ میں ایک صحابی اکیلے رہ گئے، سامنے سے تین چار کافر مسلح جنگجو پہلوان قسم کے آ گئے، یہ صحابی تنہا تھے، انہوں نے آگے بڑھ کر ان سے مقابلہ کرنا چاہا تو اتنے میں دوسرے صحابہ کرامؓ وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے کہا کہ تم اکیلے ہو اور یہ زیادہ ہیں اور بڑے جنگجو اور پہلوان قسم کے لوگ بھی ہیں، اس لئے اس وقت بہتر یہ ہے کہ طرح دے جاؤ اور مقابلہ نہ کرو اور ہمارے لشکر کے آنے کا انتظار کرلو، ان صحابی نے بے ساختہ جواب دیا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم میرے اور جنت کے درمیان حائل ہونے کی کوشش مت کرنا، یہ بڑے بڑے پہلوان تو میرے جنت میں پہنچنے کا راستہ ہیں اور تم مجھے لڑنے سے روک رہے ہو اور میرے اور جنت کے درمیان حائل ہو رہے ہو، صحابہ کرامؓ کا یہ حال تھا جس کی وجہ سے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ بزدلی کیا چیز ہے؟ اور کمزوری کیا چیز ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے دنیا کی محبت ختم فرمادی تھی اور ہر وقت آنکھوں سے آخرت کو دیکھ رہے تھے، جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کررہے تھے، اس وجہ سے مرنے سے نہیں ڈرتے تھے، بلکہ اس بات کی خواہش کرتے تھے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جائیں۔

ایک صحابی ایک میدانِ جنگ میں پہنچے، دیکھا کہ سامنے کفار کا لشکر ہے، جو پورے اسلحے اور طاقت کے ساتھ حملہ آور ہوگا، اس لشکر کو دیکھ کر بے ساختہ زبان سے یہ شعر پڑھا

غدا نلقی الاحبہ　　　　محمدا وصحبہ

واہ واہ کیا بہترین نظارہ ہے، کل کو ہم اپنے دوستوں سے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ملاقات کریں گے، ایک صحابی کے تیر آ کر لگا، سینے سے خون کا فوارا اُبل پڑا، اس وقت بے ساختہ زبان سے یہ کلمہ نکلا: "فزت ورب الکعبۃ" "رب کعبہ کی قسم! آج میں کامیاب ہوگیا"

یہ حضرات ایمان اور یقین والے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھنے والے تھے، دنیا کی محبت جن کو چھوکر بھی نہیں گزری تھی۔ (خطبات، ج:۷ر بحوالہ: واقعات جن سے میں متاثر ہوا، ص:۲۱۰)

رات کو سونے سے پہلے توبہ کرلیا کرو: ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت بابا نجم احسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، بڑے عجیب وغریب بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عجیب فہم وفراست عطا فرمائی تھی، عجیب باتیں ارشاد فرمایا کرتے تھے، ایک دن وہ توبہ پر بیان فرمارہے تھے، ان کے چھوٹے چھوٹے چٹکلے ہوا کرتے تھے، ایک آزاد منش نوجوان اس مجلس میں آگیا، وہ اپنے کسی مقصد سے آیا تھا، مگر یہ اللہ والے تو ہر وقت سکھانے اور تربیت کرنے کی فکر میں رہتے ہیں، چنانچہ اس نوجوان سے فرمانے لگے کہ میاں! لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ دین بڑا مشکل ہے، ارے یہ دین کچھ بھی مشکل نہیں، بس رات کو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلیا کرو، بس یہی سارا دین ہے۔

جب وہ نوجوان چلا گیا تو کسی نے کہا کہ حضرت! یہ تو واقعی بڑی عجیب وغریب چیز ہے، لیکن دل میں ایک سوال رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے بے چینی رہتی ہے۔ فرمانے لگے کہ کیا؟ میں نے کہا کہ حضرت! توبہ کی تین شرطیں ہیں: ایک یہ کہ دل میں ندامت ہو، دوسرے یہ کہ فوراً اس گناہ کو چھوڑ دے، تیسرے یہ کہ آئندہ کے لئے یہ عزم کرلے کہ آئندہ یہ گناہ کبھی نہیں کروں گا، ان میں سے پہلی دو باتوں پر تو عمل کرنا آسان ہے کہ گناہ پر ندامت بھی ہو جاتی ہے اور اس گناہ کو اس وقت چھوڑ بھی دیا جاتا ہے، لیکن تیسری شرط کہ یہ پختہ عزم کرنا کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا، یہ بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے اور پتہ نہیں چلتا کہ یہ پختہ عزم صحیح ہوا یا نہیں؟ اور جب عزم صحیح نہیں ہوا تو توبہ بھی صحیح نہیں ہوئی اور جب توبہ صحیح نہیں ہوئی تو اس گناہ کے باقی رہنے اور اس کے معاف نہ ہونے کی پریشانی رہتی ہے، جواب میں حضرت بابا نجم احسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جاؤ میاں، تم تو عزم کا مطلب بھی نہیں سمجھتے عزم کا مطلب یہ ہے کہ اپنی طرف سے یہ ارادہ کرلو کہ آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا، اب اگر یہ ارادہ کرتے وقت دل میں یہ دھڑکہ اور اندیشہ لگا ہوا ہے کہ پتہ نہیں، میں اس عزم پر ثابت قدم رہ سکوں گا یا نہیں؟ تو اندیشہ اور دھڑکا اس عزم کے منافی نہیں اور اس اندیشے اور خطرے کی وجہ سے توبہ میں کوئی نقص نہیں آتا، بشرطیکہ اپنی طرف سے پختہ ارادہ کرلیا ہو اور دل میں یہ جو خطرہ لگا ہوا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ توبہ کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرلو کہ یا اللہ، میں توبہ تو کررہا ہوں اور آئندہ نہ کرنے کا عزم تو کررہا ہوں، لیکن میں کیا؟ اور میرا عزم کیا؟ میں کمزور ہوں، معلوم نہیں کہ اس عزم پر ثابت قدم رہ سکوں گا یا نہیں؟ یا اللہ آپ ہی مجھے اس عزم پر ثابت قدم فرمادیجئے، آپ ہی مجھے استقامت عطا فرمائیے، جب یہ دعا کرلی تو ان شاء اللہ وہ خطرہ اور اندیشہ زائل ہو جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس وقت حضرت بابا نجم احسن صاحب نے یہ بات ارشاد فرمائی اس کے بعد سے دل میں ٹھنڈک پڑ گئی۔ (خطبات، ج:۶ر بحوالہ واقعات جن سے میں متاثر ہوا، ص:۲۵۲)

دنیا کی خوبصورت مثال: مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کے بارے میں ایک خوب صورت مثال دی ہے اور سچی بات یہ ہے کہ اگر یہ بات ذہن میں ہو تو دنیا کے بارے میں کبھی غلط فہمی پیدا نہ ہو، وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی مثال پانی جیسی ہے اور انسان کی مثال کشتی جیسی ہے، اگر آپ کسی کشتی کو پانی کے بغیر چلانا چاہیں تو وہ کشتی نہیں چل سکتی، کوئی کشتی ایسی نہیں ہے جو پانی کے بغیر چل سکتی ہو، پانی کشتی کے لئے ناگزیر ہے، اسی طرح انسان دنیا کے مال واسباب کے بغیر اور کھائے کمائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، لیکن آگے فرماتے ہیں کہ یہ پانی اس وقت تک کشتی کے لئے فائدہ مند ہے جب تک کہ وہ کشتی کے اردگرد اور نیچے ہو، اگر یہ پانی کشتی کے اندر گھس آئے تو وہ کشتی کے لئے فائدہ مند ہونے کے بجائے کشتی کو ڈبو دے گا، تو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا جب تک انسان کے اردگرد اور اس کے چاروں طرف ہے اور انسان اس سے اپنی ضروریات پوری کررہا ہے، کھا رہا ہے، پی رہا ہے، کما رہا ہے، اس وقت تک وہ اس کے لئے بہترین سرمایہ زندگی ہے اور وہ خیر ہے اور "فضل اللہ" ہے، لیکن جس روز یہ دنیا اردگرد سے ہٹ کر دل کی کشتی میں اس طرح داخل ہوگئی کہ ہر وقت اس کی محبت، اس کی فکر، اس کا خیال، اس طرح اس کے دل ودماغ پر چھا گیا کہ بس اب اس کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا، اس کے سواء کوئی خیال نہیں آتا، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دنیا تمہیں تباہ کررہی ہے، پھر یہ دنیا "متاع الغرور" ہے، پھر یہ دنیا "فتنہ" ہے، یہ دنیا مردار ہے، جو اس دنیا کو اپنے اردگرد سے ہٹا کر اپنے دل کی کشتی میں سوار کررہے ہیں۔ (مفتاح العلوم، مثنوی مولانا روم: ۲ر۲۷، ۳، دفتر اول، حصہ دوم، خطبات، ج:۶)

ٹیڑھی مانگ پر نرالا تعویذ: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پاس ایک خاتون آئی اور کہا کہ جب میں سر کے بال بناتی ہوں تو مانگ ٹیڑھی ہو جاتی ہے، سیدھی نہیں بنتی، اس لئے کوئی تعویذ دیدو، حضرت نے فرمایا کہ مجھے تعویذ آتا نہیں اور اس کا کیا تعویذ ہوگا کہ مانگ سیدھی نہیں نکلتی، مگر وہ عورت پیچھے پڑ گئی، حضرت فرماتے ہیں کہ جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو میں نے ایک کاغذ پر لکھ دیا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اھدنا الصراط المستقیم" اس کا تعویذ بنا کر پہن لو تو شاید تمہاری مانگ سیدھی ہو جائے، بعض اوقات اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے نیک بندوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ جب ان کی زبان سے کوئی کلمہ نکل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کردیتے ہیں، چنانچہ اس کی ٹیڑھی مانگ سیدھی ہوگئی۔ (خطبات: جلد ۱۵)

ایک انوکھا تعویذ: حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک دیہاتی آیا، اس کے دماغ میں یہی بسا ہوا تھا کہ مولوی اگر تعویذ گنڈا نہیں جانتا تو وہ بالکل جاہل ہے، اس کو کچھ نہیں آتا، چنانچہ آپ کو بڑا عالم سمجھ کر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے تعویذ دے دو، مولانا نے فرمایا کہ مجھے تعویذ تو آتا نہیں، اس نے کہا کہ اجی نہیں مجھے دیدو، حضرت نے فرمایا کہ مجھے آتا نہیں، تو کیا دیدوں؟ لیکن وہ پیچھے پڑ گیا کہ مجھے تعویذ دے دو، حضرت فرماتے ہیں کہ مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا لکھوں تو میں نے اس تعویذ میں لکھ دیا کہ: "یا اللہ! یہ مانتا نہیں، میں جانتا نہیں، آپ اپنے فضل وکرم سے اس کا کام کردیجئے"۔ یہ لکھ کر میں نے اس کو دیدیا کہ یہ لٹکا لے، اس نے لٹکا لیا، اللہ تعالیٰ نے اسی کے ذریعہ اس کا کام بنا دیا۔ (خطبات: جلد ۱۵)

اصل چیز شریعت وسنت پر استقامت ہے: حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا علم وفضل اور حیرت انگیز حافظہ اس قدر مشہور ہوا کہ ان کی دوسری خوبیاں اس میں گم ہوگئیں، ورنہ انابت وتقویٰ اور سلوک وتصوف میں بھی انہیں ممتاز مقام حاصل تھا، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ نے خود بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں کشمیر سے آرہا تھا، راستہ میں ایک صاحب مل گئے، جو پنجاب کے ایک مشہور پیر کے مرید تھے، ان کی خواہش اور ترغیب یہ تھی کہ میں بھی ان پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں، اتفاق سے وہ مقام میرے راستے میں پڑتا تھا، اس لئے میں نے بھی ارادہ کرلیا، ہم پیر صاحب کے پاس پہنچے تو وہ بڑے اکرام سے پیش آئے، کچھ باتیں ہوئیں، پھر وہ مریدین کی طرف متوجہ ہوگئے اور ان پر توجہ ڈالنی شروع کی جس سے وہ بے ہوش ہو ہو کر لوٹنے اور تڑپنے لگے، میں یہ سب کچھ دیکھتا رہا، پھر میں نے کہا "میرا جی چاہتا ہے کہ اگر مجھ پر بھی یہ حالت طاری ہوسکے تو مجھ پر آپ توجہ فرمائیں"۔ انہوں نے توجہ دینی شروع کی اور میں اللہ تعالیٰ کے ایک اسم مبارک کا مراقبہ کرکے بیٹھ گیا، بے چاروں نے بہت زور لگایا، لیکن مجھ پر کچھ اثر نہ ہوا، کچھ دیر کے بعد انہوں نے خود فرمایا کہ آپ پر اثر نہیں پڑسکتا۔

حضرت مولانا منظور نعمانی صاحبؒ بتاتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ واقعہ سنا کر غیر معمولی جوش کے ساتھ فرمایا: "کچھ نہیں ہے، لوگوں کو متاثر کرنے کے لئے ایک کرشمہ ہے، ان باتوں کا خدا رسیدگی سے کوئی تعلق نہیں، اگر کوئی چاہے اور استعداد ہو تو ان شاء اللہ تین دن میں یہ بات ہوسکتی ہے کہ قلب سے اللہ اللہ کی آواز سنائی دینے لگے، لیکن یہ بھی کچھ نہیں ہے، اصل چیز تو بس احسانی کیفیت اور شریعت وسنت پر استقامت ہے۔ (اکابر دیوبند کیا تھے، ص:۴۶ر بحوالہ واقعات جن سے میں متاثر ہوا، ص:۲۳۲)

ایک ریٹائرڈ شخص کی نماز: حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ۔ ایک دن فرمانے لگے کہ ایک شخص ریٹائرڈ زندگی گزار رہا ہے، کھانے پینے کو سب کچھ میسر ہے، بینک بیلنس موجود ہے، معاش کی اور دنیا کمانے کی کوئی فکر نہیں ہے، نہ اس کو ملازمت پر جانا ہے، نہ اس کو تجارت کرنی ہے، نہ دکان کھولنی ہے، اس کا معمول یہ ہے کہ جیسے ہی کسی نماز کی آذان ہوئی وہ گھر سے نکل گیا، مسجد میں پہنچ کر بہت اطمینان سے اچھے طریقے سے وضو کیا اور پھر تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کیں اور پھر سنتیں ادا کیں اور پھر جماعت کے انتظار میں بیٹھا ذکر کرتا رہا، جب جماعت کھڑی ہوئی تو اس نے خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز ادا کی، اس کا دل اور دماغ سب نماز کی طرف متوجہ ہیں۔ جب وہ تلاوت کرتا ہے تو اس میں اس کو لطف آتا ہے، جب ذکر کرتا ہے تو اس میں لطف آتا ہے، رکوع میں بھی اور سجدے میں بھی لطف آ رہا ہے، اس طرح پوری نماز بہت سکون اور اطمینان کے ساتھ ادا کی، پھر بعد کی سنتیں ادا کیں اور پھر اطمینان سے دل لگا کر دعا کی، پھر واپس گھر آگیا اور پھر دوسری نماز کے انتظار میں دل لگا ہوا ہے کہ کب آذان ہو اور کب مسجد جاؤں، ایک آدمی تو یہ ہے۔

دوسرا شخص بیوی بچوں والا ہے، اس کے اوپر ہزار طرح کی ذمہ داریاں اور حقوق ہیں، ان حقوق کی ادائیگی کے لیے اور اپنا اور اپنے بیوی بچوں کو پالنے کے لیے ٹھیلہ لگاتا ہے اور آواز لگاتا ہے سامان فروخت کرتا ہے، اب لوگ اس کے ٹھیلے کے اردگرد کھڑے ہوئے سامان خرید رہے ہیں۔ اتنے میں آذان ہوگئی، اب وہ جلدی جلدی لوگوں کو نمٹانے کی کوشش کر رہا ہے، حتی کہ جماعت کا وقت آگیا تو اس نے جلدی سے ٹھیلہ ایک طرف کیا اور اس کے اوپر کپڑا ڈالا اور بھاگتے ہوئے مسجد میں پہنچا، جلدی جلدی وضو کیا اور جا کر امام کے پیچھے کھڑا ہوگیا اور جلدی سے نیت باندھ لی۔

اب اس کا دل کہیں، دماغ کہیں، ٹھیلے کی فکر ہوئی ہے اور گاہکوں کی فکر لگی ہوئی ہے، لیکن ان سب کے باوجود اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگیا اور جماعت سے نماز ادا کی، پھر سنتیں ادا کیں اور جلدی سے جا کر دوبارا ٹھیلا لگا کر کھڑا ہوگیا۔ یہ دوسرا آدمی ہے۔ پھر فرمایا کہ بتاؤ ان دونوں میں کس کی نماز روحانیت سے زیادہ قریب ہے؟ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شخص کی نماز میں روحانیت زیادہ ہے، اس لیے کہ وہ آذان کے وقت گھر سے نکلا، مسجد میں آ کر اطمینان سے وضو کیا، اور تحیۃ المسجد پڑھی اور سنتیں پڑھیں اور اطمینان اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کی، لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس دوسرے آدمی کی نماز روحانیت سے زیادہ قریب ہے۔ اگرچہ اس نے حواس باختگی کی حالت میں نماز پڑھی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ پہلے شخص کے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔ اس نے اپنے آپ کو ہر ذمہ داری سے فارغ کرلیا تھا اور اس کے نتیجے میں اس کو نماز میں بہت لذت بھی آ رہی تھی اور لطف بھی آ رہا تھا، لیکن یہ دوسرا شخص اپنا وہ ٹھیلہ چھوڑ کر آ رہا ہے، جس ٹھیلے پر اس کی اپنی معیشت اور اس کے گھر والوں کی معیشت موقوف ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری کا وقت آگیا تو وہ ٹھیلہ اس کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے سے غافل نہیں کرسکا، اس ٹھیلے کو چھوڑ کر جماعت میں آ کر کھڑا ہوگیا اور نماز ادا کرلی۔ اس شخص کا عمل زیادہ مشقت والا اور زیادہ مقبول اور زیادہ موجب اجر ہے۔ اگرچہ اس کے اوپر کیفیت طاری نہیں ہوئی اور نہ اس کو لذت آئی لیکن اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس کے اجر وثواب میں کمی نہیں کریں گے ان شاء اللہ۔ (واقعات جن سے میں متاثر ہوا، ص:۱۹۵-۱۹۶)

Scanned with CamScanner

گستاخان رسول اللہ ﷺ کا عبرتناک انجام

مفتی خالد حسین نیموی قاسمی

نبی آخرالزماں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم کائنات میں سب سے افضل ہیں، آپ حبیب اللہ ہیں اور محبوب کبریا ہیں، آپ رب العالمین کے اتنے محبوب ہیں کہ آپ ملول خاطر ہوں یہ رب کو گوارا نہیں، طائف میں آپ ملول خاطر ہوئے تو ملک الجبال آئے کہ اجازت دیجئے تو ان گستاخوں کو ان دو پہاڑوں کے درمیان بھرتا بنا دیا جائے آپ کی اس ظاہری غم والم کو دور کرنے کے لیے معراج کے سفر پر لے جا کر رضامندی کا اعلی ترین اعزاز عطا کیا گیا اور کیوں نہ ہو رب تعالی نے خود بشارت دی ہے: "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" کہ آپ کا رب آپ کو وہ مقام ومرتبہ عطا کرے گا اور ان انعامات سے نوازے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ آپ کا ذکر خیر بھی دنیا میں سب سے زیادہ ہوگا اور ناموری بھی بے مثال وبے نظیر ہوگی، آپ کے نام کو رب العالمین کے نام کے ساتھ لیا جائے گا؛ کلمہ میں بھی، اذان میں بھی اور نماز میں بھی: (ورفعنا لک ذکرک) کے ذریعے آپ کی بے مثال رفعت کی بشارت دی گئی، اخلاق وکردار کے لحاظ سے بھی آپ کو جامعیت اور کاملیت کی سند خود رب العالمین نے دی (انک لعلی خلق عظیم) آپ کی عظمت ومحبوبیت کو بیان کرنے کے لیے قرآن کریم کی کئی سورتیں نازل کی گئیں، محبوبیت کا یہ مقام رفیع دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی: (انا اعطینا ک الکوثر) اس محبوبیت کے مظاہر قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جابجا موجود ہیں، ایسی رفیع الشان ذات کا یہ حق تھا کہ ان کو پلکوں پر بٹھایا جاتا، انھیں اپنے سروں کا تاج بنایا جاتا، ان کے دامن رحمت میں پناہ لیا جاتا، ان کے جوتے کے تسمہ کو بھی تاج شاہی سے بہتر سمجھا جاتا، ان کی غلامی میں اپنا سر دے کر اپنی دنیا وآخرت کو سنوارا جاتا،، لیکن: ایں سعادت بزور بازو نیست، تا نہ بخشد خدائے بخشندہ، جن سعادت مندوں کے دل کی کھیتی نرم تھی، انھوں نے اللہ کی توفیق سے عشق الٰہی اور عشق رسول سے اپنے دل کو شاد وآباد کیا اور تقاضہ محبت کے مطابق ناموس رسالت پر جان ودل فدا اور مال وزر اور آل واولاد سب کچھ قربان کرنے والے بن گئے، (رجال صدقوا ماعاهدوا الله عليه، فمنهم من قضى نحبه) یعنی مومنوں میں کچھ وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالی سے کیا تھا، ان میں کچھ تو ایسے ہیں جو اپنا عہد پورا کر چکے اور کچھ ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور اپنے عہد سے وہ ذرہ برابر بھی نہیں پھرے"۔

سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں　　　بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا، سرفروشی کے فسانے میں

اس کا انعام انھیں رب العالمین کی طرف سے دنیا میں بھی ملا کہ انھیں روئے زمین میں غلبہ اور حکم رانی عطا کی گئی، قیصر وکسری کے تخت وتاج ان کے قدموں میں ڈال دیے گئے۔

سلام اس پر کہ جس کا نام لیکر اس کے شیدائی　　　الٹ دیتے ہیں تخت قیصریت، اوج دارائی

اور آخرت میں بھی کامیابی ان کی منتظر ہے: "فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هم المفْلِحُوْنَ" (اعراف: ۱۵۷) ترجمہ: تو وہ لوگ جو اس نبی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ دنیا تو مجموعہ اضداد ہے، یہاں خیر کے ساتھ شر بھی ہے، نیک کے ساتھ بد بھی ہیں، یہاں رسول اللہ کی عزت وناموس پر جان قربان کرنے والے مخلصین کے ساتھ جان لینے کی ضد رکھنے والے مشرکین، عناد رکھنے والے مجرمین، ایذاء پہچانے اور سازش رچنے والے منافقین اور استہزاء وتمسخر اڑانے والے مسرفین بھی رہے ہیں، لیکن رب العالمین کا معاملہ عام مشرکین ومنکرین کے لیے تو عظیم حکمت کے مطابق ڈھیل اور استدراج کا رہا، لیکن جسمانی وروحانی ایذا پہچانے اور استہزاء وتمسخر اڑانے اور آپ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں بہت سنگین ہے، عام طور پر اللہ تعالی نے ایسے گستاخوں، مفسدوں اور شریوں کو نشان عبرت بنا دیا، ایسے گستاخوں کا اتنا خطرناک انجام ہوا کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اس حوالے سے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: "انا کفیناک المستھزئین" یقین رکھو کہ ہم تمہاری طرف سے ان لوگوں سے نمٹنے کیلئے کافی ہیں جو (تمہارا) مذاق اُڑاتے ہیں، اس آیت کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ہم آپ کی طرف سے کافی ہیں ان استہزا کرنے والوں (سے نمٹنے) کے لیے، آپ ان کی مخالفت کی پروانہ کریں، ہم ان سے اچھی طرح نمٹ لیں گے۔ یہ لوگ آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے۔ اس آیت کے شان نزول کے طور پر روایتوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ: قریش کے پانچ مشرک سردار (1) عاص بن وائل سہمی (2) اسود بن مُطّلِب (3) اسود بن عبدیغوث (4) حارث بن قیس اور ان سب کا سرغنہ (5) ولید ابن مغیرہ مخزومی، یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دیتے اور آپ کے ساتھ تمسخر، استہزاء اور مذاق کا معاملہ کرتے تھے، اسود بن مُطّلِب نے رسول اللہ کو اتنا پریشان کیا کہ رسول اللہ کے دل سے اس کے لیے آہ نکل گئی، ایک روز رسول اللہ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے کہ یہ پانچوں آئے اور انہوں نے حسب دستور طعن وتشنیع اور مذاق وتمسخر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہو گئے۔ اسی حال میں حضرت جبریل امین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور انہوں نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے قدموں کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور اسود بن عبدیغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں اللہ کے حکم سے بہت جلد ان سب کی شرانگیزی اور فتنہ پروری کو دفع کروں گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں یہ سب ہلاک کر دیے گئے، ولید بن مغیرہ تیر فروش کی دوکان کے پاس سے گزرا تو اس کے تہہ بند میں ایک تیر کی نوک چبھ گئی، لیکن اُس نے تکبر کی وجہ سے اس کو نکالنے کے لئے سر نیچا نہ کیا، اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مر گیا۔ عاص بن وائل کے پاؤں میں کانٹا لگا اور نظر نہ آیا، اس سے پاؤں ورم کر گیا اور یہ شخص بھی مر گیا۔ اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سر مارتا تھا اسی میں مر گیا اور یہ کہتا مرا کہ مجھ کو محمدؐ نے قتل کیا، اور اسود بن عبدیغوث کو ایک بیماری اِستسقاء لگ گئی، کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لُو لگی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور نکال دیا، اسی حال میں یہ کہتا مر گیا کہ مجھ کو محمد کے رب نے قتل کیا اور حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوا، وہ اسی میں ہلاک ہو گیا انہیں کے بارے میں یہ آیت "انا کفیناک الخ" نازل ہوئی۔ (خازن،، بغوی، الحجر: ۹۴، ملتقطاً) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ قریش اپنی مجلس میں (قریب ہی) بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے سب سے زیادہ بدبخت شخص اٹھا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کرنے کے لیے آپ کی گردن پر اونٹ کی غلاظتیں ڈال دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ہی کی حالت میں سر رکھے رہے۔ مشرکین (یہ دیکھ کر) ہنسے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ ایک شخص (غالباً ابن مسعود رضی اللہ عنہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس خبر کو لے کر آئے۔ وہ ابھی بچی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا دوڑتی ہوئی آئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی سجدہ ہی میں تھے۔ پھر (فاطمہ رضی اللہ عنہا نے) ان غلاظتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر سے ہٹایا اور مشرکین کو برا بھلا کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کر کے فرمایا: یا اللہ ان ظالموں پر عذاب نازل کر۔ پھر نام لے کر کہا یا اللہ! عمرو بن ہشام (ابوجہل)، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ ابن ولید جیسے ظالموں کو ہلاک کر دے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! میں نے ان سب کو بدر کی لڑائی میں مقتول پایا۔ پھر ان بدبودار لوگوں کو گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنویں والے اللہ کی لعنت کے حقدار بن گئے۔ (اور رحمت سے دور کر دیے گئے) (صحیح بخاری: 520) کوئی قریبی رشتہ رکھنے والا شخص اگر دشمنی پر آمادہ ہو جائے تو یہ چیز بڑی اذیت ناک ہوتی ہے، چچا ہو کر بھی آں حضرت کے ساتھ بدترین دشمنی کرنے والے ابولہب کو بھی اللہ تعالی نے نشان عبرت بنا دیا، اس کا واقعہ یوں ہے شروع میں آپ مختلف افراد کو انفرادی انداز میں دعوت دیتے تھے تقریباً تین سال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم علانیہ طور پر دعوت دینا شروع کر دیں۔ اس حکم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن عرب کے رواج کے مطابق کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو اونچی آواز سے اپنی طرف بلانا شروع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر "وَاصَبَاحَا" کا نعرہ لگایا۔ جس جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی وہ بھاگم بھاگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اہم خبر دینے والے ہیں۔ جب سب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اللہ کا پیغام، دین کی دعوت بہت ہی مؤثر انداز میں پیش کیا' جس کے جواب میں آپؐ کے بدبخت چچا ابولہب نے کہا: "تَبًّا لَّكَ سائر اليوم! اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا؟" "تمہارے لیے ہلاکت ہو (نعوذ باللہ) اسی کام کے لیے تم نے ہمیں جمع کیا تھا؟ ابولہب کی اس گستاخی کی اسے یہ سزا ملی کہ اللہ تعالی نے اس کی مذمت میں سورہ تبت کے نام سے مکمل ایک سورہ نازل فرما دیا اور قیامت تک کے لیے اس پر ذلت وخواری ورسوائی کو مسلط کر دیا، اللہ تعالی نے فرمایا: "تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" "ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو۔' ابولہب کے اس رویے اور اس جملے کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی اور اسے ترکی بہ ترکی جواب دیا گیا کہ ہاتھ تو دراصل تمہارے ٹوٹنے ہیں اور تمہیں اپنی بیوی سمیت دہکتی آگ کے گڑھے میں بھی گرنا ہے۔ اپنے مضمون کے اعتبار سے قرآن مجید کا یہ واحد مقام ہے جہاں دشمنانِ اسلام میں سے کسی شخص کا نام لے کر اس کی مذمت کی گئی ہے' حالانکہ مکہ مدینہ اور دیگر قبائل عرب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور بدخواہوں کی کمی نہ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا اور قریب ترین ہمسایہ ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں پیش پیش تھا اور اس شخص نے اسلام کی دشمنی اور کفر کی محبت میں صلہ رحمی اور خاندانی حمیت جیسی عرب روایات کا بھی کچھ پاس نہ کیا، اسی طرح اس کی بیوی کو بھی اس ہلاکت اور تباہی میں شریک کیا گیا ہے۔

ابولہب کی بیوی بھی حضور کی دشمنی میں ہمیشہ پیش پیش رہتی تھی۔ اس کا نام اَروَہ اور کنیت اُمّ جمیل تھی اور اس کے دل میں حضورؐ کی عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ حضور کی دشمنی کے اعتبار سے ان دونوں کے بارے میں جو تفصیلات ملتی ہیں ان سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ میاں بیوی میں سے کون حضورؐ کا بڑا دشمن تھا، ابولہب کا بدترین انجام ہوا، اس کی لاش سڑ گئی، تعفن پھیل گیا لکڑی اور پتھروں کے سہارے گڈھے میں دھکیل دیا گیا اس کی بیوی کا بھی انتہائی برا انجام ہوا، تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ جس طرح ابولہب رسول کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا، ویسے ہی اس کا بیٹا بھی گستاخ رسول تھا۔ اس بدبخت نے رسول اللہ کو ایسی تکلیف پہنچائی کہ آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل گئے: "اللّٰھم سلط علیہ کلبا من کلابک" اے اللہ! اس پر تو اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرما! اسے جب اس کا پتہ چلا تو اس کی نیند حرام ہو گئی۔ ہر وقت وہ اس خطرے سے دوچار رہتا تھا کہ کب محمدؐ سے بدسلوکی پر قدرت اس سے انتقام لے گی۔ ایک دفعہ وہ تجارتی قافلے کے ہمراہ ملک شام کے سفر پر رواں دواں تھا کہ مقام "زرقا" پر رات کا اندھیرا چھا گیا۔ اس نے لوگوں سے کہا: سارے قافلے والے سامان میرے اردگرد رکھ دیں اور خود بھی میرے آس پاس حلقہ بنا کر پڑاؤ ڈالیں تاکہ کوئی جانور حملہ آور نہ ہو سکے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ کے عذاب کی شکل میں ایک جنگلی شیر نے قافلے والوں کا منہ سونگھتے سونگھتے ولید کے منہ کو سونگھتے ہی زوردار دھاڑ ماری اور اس کو چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور دوبارہ دہاڑ مار کر چلا گیا۔ گستاخ رسول کا یہ انجام لوگوں نے دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھا، گستاخ رسولؐ کا آخرت میں انجام اور بدتر ہوگا (ولعذاب الآخرۃ اکبر) اسی طرح سورۃ الکوثر کی آخری آیت ہے "اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ" اس آیت میں بھی اللہ تعالی نے حضورؐ کے دشمنوں کے گستاخانہ فقروں کا جواب خود دیا اور ان پر واضح کر دیا کہ "ابتر" تو حقیقت میں تم لوگ ہو اور تمہارے بعد دنیا میں تمہارا کوئی نام لیوا نہیں ہوگا، روایتوں میں ہے کہ عاص بن وائل نے صاحبزادہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پُر ملال پر حضور کو اَبتر یعنی نسل بُریدہ کہا۔ مکہ میں ان جیسے دشمنوں نے خوشیاں منائی تھیں، ان کا خیال تھا کہ محمد کے دین کا پھیلنا تو دور رہا، ان کی نسل بھی نہیں پھیل سکے گی، اللہ تعالی نے ان بدباطنوں کو خبردار کر دیا کہ ان کی حقیقی وروحانی اولاد حدِ شمار سے باہر ہوگی، تم لوگ خود ہی ہمیشہ کے لیے مقطوع النسل ہو جاؤ گے، چنانچہ چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ آپ کے دشمن چند سالوں میں بالکل بے بس اور بے یار ومددگار ہو کر رہ گئے تھے۔ پھر وہ ایسے بے نام ونشان ہوا کہ آج کوئی نہیں جانتا کہ ابو جہل یا ابولہب یا عاص بن وائل یا عقبہ بن ابی معیط وغیرہ اعدائے اسلام کی اولاد کہاں ہے، نہ کوئی یہ کہنے کے لیے تیار ہے کہ اس کے اسلاف یہ گندے لوگ تھے۔ اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر آج دنیا بھر میں درود بھیجا جا رہا ہے۔ کروڑوں مسلمانوں کو آپ سے نسبت پر فخر ہے۔ تقریباً دو ارب لوگوں کو آپ کی غلامی پر فخر ہے، لاکھوں انسان آپ ہی سے نہیں بلکہ آپ کے خاندان اور آپ کے ساتھیوں کے خاندانوں تک سے انتساب کو باعث شرف سمجھتے ہیں۔ تاریخ نے ثابت کر دیا کہ ابتر حضور نہیں بلکہ آپ کے دشمن ہی تھے اور ہیں۔

Scanned with CamScanner

عصر حاضر میں تلاش امن

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

موجودہ دور میں امن کا لفظ ہر شخص کی زبان پر ہے۔ ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کی زندگی امن وسکون سے گزرے۔ اپنے اردگرد کے ماحول کے بارے میں بھی اس کی خواہش رہتی ہے کہ وہ پرامن رہے، تاکہ اس کی سرگرمیاں جاری رہ سکیں، وہ حسب مرضی معاشی جدوجہد کرتا رہے اور ترقی اور کامیابی اس کے قدم چومے۔ ہر ملک اور اس کے مختلف علاقوں میں رہنے والے باشندے بھی چاہتے ہیں کہ امن وامان کی فضا قائم رہے۔ ممالک کے درمیان ہونے والے مذاکرات میں بھی امن کا موضوع چھایا رہتا ہے۔ لیکن حقیقی صورت حال یہ ہے کہ امن کا دور دور تک سراغ نہیں۔ ہر شخص بے اطمینانی اور پریشانی کے عالم میں ہے۔ جس کو بھی موقع ملتا ہے دوسرے کے حقوق پامال کرنے، اس پر ظلم وستم ڈھانے سے نہیں ہچکچاتا۔ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے اور کرپشن اپنے عروج پر ہے۔ کوئی بھی مذہبی، لسانی یا سماجی گروہ دوسرے کو برداشت کرنے پر تیار نہیں ہے۔ خواتین کی عزت وعصمت پر سربازار ڈاکہ ڈالا جارہا ہے۔ عالمی سطح پر دیکھا جائے تو طاقت ور ممالک کم زور ممالک پر اپنا حکم چلانے اور دھونس جمانے کا ہر ممکن حربہ اختیار کرتے ہیں۔ غرض امن کا زبردست شہرہ ہونے کے باوجود وہ کلیتاً مفقود ہے اور اس کے اثرات کہیں بھی مشاہدہ میں نہیں آرہے ہیں۔ ہر جگہ فتنہ وفساد کا دور دورہ ہے اور قرآن کا بیان صادق آرہا ہے: ''خشکی اور تری میں فساد برپا ہوگیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے'' (الروم: 41) امن کی جتنی زیادہ خواہش پائی جاتی ہے، اتنا ہی وہ دور ہے۔ مختلف ممالک کے سربراہان باہم ملتے ہیں تو امن کے موضوع پر چرچا کرتے ہیں۔ 'امن کی آشا' کے ساتھ ثقافتی وفود ایک ملک سے دوسرے ملک دورے پر جاتے ہیں۔ امن کو یقینی بنانے کے لیے عالمی سطح پر مختلف ادارے قائم ہیں۔ ان کے تحت آئے دن مختلف ممالک میں کنونشن منعقد ہوتے اور ریزولوشن منظور کیے جاتے ہیں۔ قیام امن کے لیے ہر ملک اپنے یہاں سیکورٹی ایجنسیاں قائم کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود امن کا حصول دشوار، بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔ مقامی سطح سے لے کر عالمی سطح تک بدامنی، انتشار اور فتنہ وفساد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ تمام احتیاطی اور معالجاتی تدابیر اختیار کرنے کے باوجود مرض میں شدت آتی جارہی ہے ؎ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

تمام مفکرین اور سماجی مصلحین پریشان ہیں۔ انھیں فتنہ وفساد کے ازالہ کے لیے کوئی راہ دکھائی نہیں دے رہی ہے اور قیام امن کے لیے کوئی کارگر نسخہ ان کے ہاتھ نہیں لگ رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کی تمام کوششیں سطحی ہیں۔ وہ نہ مرض کے اصل اسباب کو جاننے کی کوئی سعی کرتے ہیں اور نہ بدامنی اور فساد کو جڑ سے ختم کرنے کی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ اسلام زندگی گزارنے کا ایک طریقہ پیش کرتا ہے اور اس راہ میں پیش آنے والے مسائل کو بخوبی حل کرتا ہے۔ آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے دنیا میں اسی طرح بدامنی عام تھی، جیسی آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ انسان برائیوں میں غرق تھا۔ بھلے برے کی تمیز اٹھ چکی تھی۔ ظلم وستم، قتل وخون، لوٹ مار عام تھی، قبیلوں اور ملکوں کے درمیان ہونے والی جنگوں میں بے شمار انسان مارے جارہے تھے۔ اس زمانے میں خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے نجات دہندہ بن کر تشریف لائے۔ آپ نے اللہ کے بندوں تک اس کا پیغام پہنچایا۔ آپ کی تعلیمات سے انسانوں کے ضمیر پاکیزہ ہوگئے، ان کی معاشرتی زندگی میں سدھار آگیا، عداوتیں محبتوں میں بدل گئیں اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بھائی بھائی بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس احسان کو یاد دلاتے ہوئے فرمایا ہے: ''اور اللہ کے ان احسانات کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی اور تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔'' (آل عمران: 103) اسلام کی ان تعلیمات پر عمل کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ آج بھی ان کے وہ اثرات ظاہر نہ ہوں، جو اس سے پہلے ظاہر ہو چکے ہیں۔ اسلام نے امن کا ایک جامع تصور پیش کیا ہے۔ وہ ہر فرد کے ضمیر کو مخاطب کرتا ہے اور اس میں مخصوص عقائد وتصورات، اقدار اور اخلاقیات کو راسخ کرتا ہے۔ اسی طرح وہ خاندان سے بھی خطاب کرتا ہے اور اس کے امن واستحکام کے لیے مخصوص ہدایات دیتا ہے۔ اس کی توجہ سماج کے سدھار پر بھی مرکوز رہتی ہے اور وہ اس کی پاکیزگی کو قائم رکھنے اور اسے برائیوں سے محفوظ کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کرتا ہے۔ آخر میں وہ ایسی تعلیمات پیش کرتا ہے، جنھیں عالمی سطح پر قیام امن کے لیے رہ نما بنایا جاسکتا ہے۔

اس دنیا میں ہر فرد اگر ذہنی طور پر پرسکون رہے تو اس کا اثر سماج پر بھی پڑے گا۔ یہ سکون حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اس دنیا میں اپنے مقام ومرتبہ کو پہچانے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا صحیح تعلق استوار ہو۔ اسلام کے بنیادی عقائد اسے یہ سکون فراہم کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہوتے ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ انسان کا وجود اس دنیا میں بے مقصد نہیں ہے، بلکہ وہ خدائی اسکیم کے تحت یہاں بھیجا گیا ہے۔ وہ امتحان کی حالت میں ہے۔ کچھ لوگوں کا امتحان اللہ تعالیٰ نے مال ودولت دے کر لیا ہے اور کچھ لوگوں کو اس سے محروم کرکے۔ یہ عقیدہ اس میں صبر وشکر کے اوصاف پیدا کرتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ اس دنیا میں انسان جو بھی عمل کرے گا اس کا مرنے کے بعد کی زندگی میں بدلہ پائے گا۔ اگر یہاں وہ اچھے کام کرے گا تو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات سے بہرہ ور ہوگا اور اگر یہاں برے کام کرے گا تو وہاں اسے ان کی دردناک سزا بھگتنی ہوگی۔ یہ عقیدہ اس کو پاکیزہ زندگی گزارنے کی طرف مائل کرتا اور برائیوں میں مبتلا ہونے سے روکتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ اس کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ یہ عقیدہ اسے تنہائی میں بھی کوئی غلط کام کرنے سے روکتا ہے۔ اسلام اچھے اخلاق: تقویٰ، اخلاص، صداقت شعاری، صبر وتوکل، شرم وحیا، ایفائے عہد، امانت داری، خوش گفتاری، تواضع، نرمی ورحم دلی اور خیر خواہی وغیرہ کے فضائل بیان کرتا ہے اور انھیں اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے اور برے اخلاق: کبر وغرور، بغض وعناد، حسد، غصہ، ریاکاری، جھوٹ، خیانت، بدکاری، شراب نوشی اور بدعہدی وغیرہ کی مذمت کرتا ہے اور ان سے دور رہنے کی تاکید کرتا ہے۔ اسلام کے ان عقائد وتصورات اور تعلیمات کا انسان کی انفرادی زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے اور وہ ذہنی سکون واطمینان سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

تمدن کی تشکیل میں مرد وعورت بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ دونوں کے ذمے فطرت نے الگ الگ کام سونپے ہیں اور ان کے مطابق انھیں مخصوص صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ نسل انسانی کے تسلسل کے لیے ان کے درمیان صنفی کشش رکھی گئی ہے اور اسے مضبوط کرنے کے لیے نکاح کو مشروع کیا گیا ہے اور ماورائے نکاح جنسی تعلق کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ جب بھی اس معاملے میں بے اعتدال کی راہ اختیار کی گئی، انسانی سماج فتنہ وفساد سے بھر گیا ہے۔ آج اس کے مظاہر ہم اپنی کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ جنسی خواہش کی تسکین کے لیے ہر طریقہ آزمایا جارہا ہے، خواہ وہ کتنا ہی غیر فطری کیوں نہ ہو۔ ہم جنس پرستی کو قانونی سرپرستی فراہم کی جارہی ہے، زنا وبدکاری عام ہے، عصمت وعفت کے کوئی معنی نہیں رہ گئے ہیں۔ خاندان کے دائرے میں شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا رفیق اور ہم دم ودم ساز ہونا تھا، لیکن انھیں فریق اور حریف بنادیا گیا ہے۔ چنانچہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق سے بے پروا ہوکر آزادانہ زندگی گزار رہے ہیں۔ فطرت سے بغاوت کی سزا آتشک، سوزاک اور دیگر جنسی امراض کی شکل میں ملی اور آخر میں ایڈز خدائی قہر بن کر ٹوٹ پڑا، جس نے کروڑوں انسانوں کا سکون غارت کردیا ہے۔ عورتوں کو غیر محدود آزادی مل جانے کی وجہ سے خاندان بھی امن وسکون فراہم سے قاصر ہے، چنانچہ اس کا شیرازہ منتشر ہو رہا ہے، طلاق کے واقعات کثرت سے پیش آرہے ہیں اور سنگل پیرنٹس کلچر فروغ پا رہا ہے۔ اسلام نے خاندان کے دائرے میں بھی امن وسکون کی ضمانت دی ہے۔ اس نے مرد اور عورت دونوں کے حدود اور دائرہ کار متعین کیے ہیں۔ اس نے مرد کو خاندان کا نگراں اور محافظ بنایا ہے اور عورت کو گھر اور بچوں کی نگرانی کی ذمہ داری سونپی ہے۔ اس نے شوہر اور بیوی دونوں کے حقوق اور فرائض متعین کردیے ہیں اور ان کی پاس داری کی تاکید کی ہے۔ اس نے دونوں کو ایک دوسرے کے لیے باعث سکون قرار دیا ہے۔ اسلام نکاح سے ماورا کسی طرح کا جنسی تعلق قائم کرنے سے سختی سے منع کرتا ہے، خواہ وہ علانیہ ہو یا خفیہ۔ زنا چاہے بالجبر ہو یا بالرضا وہ دونوں کو سنگین جرم قرار دیتا ہے اور ان کی دردناک سزا تجویز کرتا ہے۔ اسلام کی یہ تعلیمات خاندان کو استحکام بخشتی ہیں اور اس کے زیر سایہ یہ تمام افراد امن وسکون کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔

خاندان کے دائرے سے آگے بڑھ کر اسلام پورے سماج کو اپنا میدان عمل بناتا ہے اور ایسی تعلیم دیتا ہے جن کے ذریعے سماج میں رہنے والے تمام افراد کے حقوق متعین ہوں، ان کے درمیان بھائی چارہ کو فروغ ملے، وہ ایک دوسرے کے ساتھ ہم دردی، رحم دلی اور مرحمت ومواسات کا برتاؤ کریں اور ایسے کاموں سے اجتناب کریں جن سے دوسروں کو تکلیف پہنچے، انھیں نقصان ہو یا وہ بدظن ہوں۔ اس تعلق سے وہ اخلاق فاضلہ کو اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور اخلاق رذیلہ سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس موضوع میں بہت مواد ہے۔ اسلام نے سماج سدھار کے لیے اس طرح کی جو بیش قیمت تعلیمات دی ہیں، اگر ان پر پوری ایمان داری اور اخلاص سے عمل کیا جائے تو فتنہ وفساد کا بالکلیہ خاتمہ ہو جائے گا اور امن وامان کی معطر ہوائیں چلنے لگیں گی، سماج میں بدامنی، انتشار اور فتنہ وفساد عام ہونے کے نمایاں اسباب یہ ہیں کہ افراد کی تقسیم اونچ نیچ کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ کچھ انسانوں کو افضل اور برتر اور کچھ کو ارذل اور کم تر سمجھا جانے لگتا ہے۔ اونچے درجے کے لوگ وسائل واسباب پر قابض ہو جاتے ہیں اور کم تر درجے کے لوگ ان سے محروم رہتے ہیں۔ یہ نابرابری دلوں میں بغض ونفرت پیدا کرتی ہے۔ اسلام نے اس کے حل کے لیے مساوات اور عدل کے عنوان سے دو زریں اصول پیش کیے ہیں۔ اسلام کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں، کیوں کہ سب ایک ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے درمیان فضیلت کی بنیاد صرف تقویٰ ہے، اسلام نے تمام انسانوں کے لیے بنیادی حقوق کی ضمانت دی ہے۔ کسی شخص کو، خواہ وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو، کیسی بھی سماجی حیثیت کا مالک ہو، کہیں کا بھی رہنے والا ہو، ان حقوق سے مرحوم نہیں کیا جاسکتا۔ سب سے بنیادی حق زندگی کا ہے۔ کسی شخص کی ناحق جان نہیں لی جاسکتی اور اسے زندہ رہنے کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اسلام کی نظر میں ایک شخص کو قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف ہے: ''جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کردیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی'' (المائدہ: 32)

کسی شخص کو کسی کی عزت وآبرو سے کھیلنے کی چھوٹ نہیں دی جاسکتی۔ سماج کی بہت سی برائیاں معاشی میدان میں بے اعتدالی اور عدم توازن کے نتیجے میں جنم لیتی ہیں۔ مال ودولت کی ہوس کی وجہ سے لوگ جائز اور ناجائز کی پروا کیے بغیر مال جمع کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔ رشوت ستانی کا بازار گرم ہوتا ہے۔ سودخوری عام ہوتی ہے۔ اس طرح کرپشن کو بڑھاوا ملتا ہے اور پورا سماج بدامنی کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ اسلام نے کسب معاش کے میدان میں جو تعلیمات دی ہیں وہ لوٹ کھسوٹ، بے ایمانی اور کرپشن پر روک لگاتی اور امن وامان کو فروغ دیتی ہیں: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ، لین دین ہونا چاہیے آپس کی رضامندی سے'' (النساء: 29) ''اور مال یتیم کے قریب نہ جاؤ، مگر ایسے طریقے سے جو بہترین ہو، یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو'' (الانعام: 152) ''تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لیے، جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انھیں گھاٹا دیتے ہیں'' (المطففین: 1-3) ''جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں اور انھیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انھیں دردناک سزا کی خوش خبری دے دو'' (التوبہ: 34)، ''جو شخص ذخیرہ اندوزی کرے وہ گنہ گار ہے'' (مسلم)، اسلام عالمی امن کی بھی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ اس کے نزدیک مذہبی جبر کی کسی بھی حال میں اجازت نہیں۔ ہر شخص کو آزادی ملنی چاہیے کہ وہ جو عقیدہ چاہے رکھے اور جس مذہب کو چاہے مانے۔ اس نے صاف الفاظ میں اعلان کیا ہے: ''دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں، صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے'' (البقرہ: 256)، ہر زمانے میں طاقت ور لوگ کم زوروں پر اپنی مرضی تھوپتے ہیں۔ زمانۂ نزول قرآن میں بھی جو لوگ اللہ پر ایمان لانا اور اس کے حکموں کے مطابق زندگی گزارنا چاہتے تھے انھیں سربرآوردہ طبقہ کے لوگ اس سے روکتے تھے اور ان پر ظلم وستم کرتے تھے۔ قرآن نے حکم دیا کہ ایسے لوگوں سے جنگ کی جائے اور انھیں فتنہ وفساد سے باز رکھا جائے: ''اور ان سے جنگ کرو، یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا پورا اللہ کے لیے ہو جائے'' (الانفال: 39)، اسلام ان لوگوں سے جنگ کی اجازت نہیں دیتا جو آمادہ جنگ نہ ہوں اور جو ظلم وستم کا ارتکاب نہ کریں، بلکہ ان کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرنے کی تلقین کرتا ہے: ''اللہ تمھیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنھوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمھیں تمھارے گھروں سے نہیں نکالا ہے۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔ (الممتحنہ: 8)

قیام امن کی سنجیدہ کوشش مطلوب ہے: اسلام کی تعلیمات، جو اس نے انفرادی، عائلی، سماجی اور عالمی میدانوں میں دی ہیں، قیام امن کے لیے کلیدی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان پر عمل کرکے ایک بگڑے ہوئے سماج کی، جو فتنہ وفساد کی آماج گاہ بنا ہوا تھا، اصلاح ہو چکی ہے اور وہ امن وسکون کا گہوارہ ثابت ہوا ہے۔ اس لیے کچھ عجب نہیں کہ اگر ان تعلیمات پر پھر عمل کیا جائے تو ان کے اثرات ظاہر نہ ہوں۔ بس ضرورت ہے کہ پورے اخلاص، ایمان داری اور سنجیدگی کے ساتھ ان پر عمل کیا جائے اور انھیں حرز جان بنایا جائے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

ازبکستان نے افغانستان کے طالبان حکام کی طرف سے نامزد سفیر کو قبول کرلیا

ازبکستان نے افغانستان کے طالبان حکام کی طرف سے نامزد سفیر کو قبول کرلیا ہے، جسے ایک بڑی سفارتی کامیابی قرار دیا جارہا ہے، ازبکستان، چین اور متحدہ عرب امارات کے بعد طالبان کے سفیر کو قبول کرنے والا تیسرا ملک ہے،ازبکستان کے وزیراعظم نے اگست میں طالبان کے وزیر خارجہ سے کابل میں ملاقات کی تھی،کابل کی وزارت خارجہ نے کہا کہ ازبکستان نے طالبان کے زیرحکومت افغانستان کے سفیر کی تعیناتی اپنے ہاں قبول کرلی ہے تاکہ طالبان حکومت کے ساتھ تعلقات کو ازسرنو شروع کیا جاسکے،ازبکستان کے لیے نامزد کردہ ایلچی عبدالغفار بحر ہیں،وہ اس سے قبل صوبہ قندھار اور کابل میں ایک عدالتی عہدیدار کے طور پر خدمات انجام دے چکے ہیں،بدھ کے روز ان کے سفارتی اسناد ازبکستان کی طرف سے ایک باقاعدہ سفارتی تقریب میں منظور کیے گئے (ڈی ڈبلیو)

آسیان سربراہی اجلاس: یورپی یونین کی پل تعمیر کرنے کی کوشش

جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کی 10 رکنی ایسوسی ایشن (آسیان) لاؤس میں اپنا سالانہ سربراہی اجلاس منعقد کررہی ہے،بلاک کے ارکان ان سربراہی اجلاسوں کو سیاست، معیشت اور سلامتی سے متعلق اہم مسائل پر غیرملکی شراکت داروں کے ساتھ بات چیت کے لیے ایک اہم پلیٹ فارم کے طور پر دیکھتے ہیں،لاؤس میں یورپی یونین کی نمائندگی یورپی کونسل کے صدر چارلس مشیل کریں گے،اس اجلاس کے دوران عالمی رہنماؤں کی جانب سے براعظم کو متاثر کرنے والے وسیع تر موضوعات پر بات چیت کی توقع ہے۔(ڈی ڈبلیو)

ترکی نے 'ڈسکارڈ' میسجنگ پلیٹ فارم کو بلاک کردیا

ترکی میں کمیونیکیشن اتھارٹی کی سرکاری ویب سائٹ بی ٹی کے پر شائع ہونے والے ایک بیان کے مطابق انقرہ نے بدھ کے روز سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ڈسکارڈ' تک رسائی کو روک دیا ہے،ملک کے وزیر انصاف یلماز تنک کا کہنا کہ انقرہ کی ایک عدالت نے ترکی سے ڈسکارڈ تک رسائی کو روکنے کا فیصلہ کیا؛ کیونکہ اس پر اس بات کا کافی شبہ ہے کہ اس پلیٹ فارم کا استعمال کرتے ہوئے کچھ لوگوں کے ذریعہ "بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی اور فحاشی" جیسے جرائم کیے گئے ہیں،وزیر انصاف یلماز تنک نے سوشل میڈیا ایکس پر اس حوالے سے لکھا، "ہم اپنے نوجوانوں اور اپنے بچوں کو سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ پر نقصان دہ اور مجرمانہ قسم کی اشاعتوں سے بچانے کے لیے پرعزم ہیں" "روس میں بھی ٹیلی کام کی نگرانی کرنے والے ادارے نے منگل کے روز 'ڈسکارڈ' پر یہ کہتے ہوئے پابندی عائد کرنے کا اعلان کیا تھا کہ اس اقدام کا مقصد "دہشت گردی اور انتہاپسندی کے مقاصد کے لیے پیغام رسانی کے استعمال کو روکنا ہے" (ڈی ڈبلیو)

ایرانی صدر پیزشکیان اور روسی صدر ولادیمیر پوتن کی ملاقات

جمعہ کے روز ترکمانستان میں روسی صدر ولادیمیر پوتن اور ایرانی صدر مسعود پیزشکیان کے درمیان ملاقات ہوئی، اس دوران دونوں رہنماؤں نے مغربی ایشیا کی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا، یہ ملاقات ایک ایسے وقت میں ہوئی ہے جب اسرائیل اور ایران کے درمیان کشیدگی اپنے عروج پر ہے،صرف ایک ہفتے پہلے روسی وزیراعظم نے ایران میں ایرانی صدر پیزشکیان اور نائب صدر رضا عارف سے بھی ملاقات کی تھی،سوویت یونین کے دور میں ایران اور روس ایک دوسرے کے کٹر مخالف تھے؛ لیکن موجودہ بدلے ہوئے حالات میں دونوں ممالک قریب آگئے ہیں،دونوں ممالک پر عائد مغربی پابندیوں نے دونوں ممالک کو قریب لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے، امریکی پابندیوں کی وجہ سے ایران کو ایک طاقتور ملک کی ضرورت ہے جو انہیں ہتھیار فراہم کرسکے (الجزیرہ)

سعودی ولی عہد کی ایرانی وزیر خارجہ سے ملاقات

خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق ایران کے وزیر خارجہ عباس عراقچی کا سعودی عرب کا دورہ ایسے وقت میں ہوا ہے جب ایرانی میزائل حملے کے بعد اسرائیل کسی بھی وقت ایران پر ممکنہ جوابی حملہ کرسکتا ہے،تیل کے سب سے بڑے برآمد کنندہ سعودی عرب کا حالیہ برسوں میں تہران کے ساتھ سیاسی میل جول بڑھا ہے، جس سے علاقائی کشیدگی کو کم کرنے میں مدد ملی ہے؛ لیکن تعلقات اب بھی اطمینان بخش نہیں ہیں،مبصرین کا خیال ہے کہ تہران صورتحال کو پرسکون کرنے کے طریقے تلاش کررہا ہے۔خاص طور پر اسرائیل کی جاری دھمکیوں کے درمیان وہ اپنی جوہری تنصیبات کو نشانہ بنائے جانے اور بڑے فوجی تصادم میں شامل ہونے سے بچنے کی کوشش کررہا ہے (ڈی ڈبلیو)

کویتی فضائیہ کا ایف 18 طیارہ گر کر تباہ، پائلٹ کی موت

کویتی فضائیہ کا ایک ایف 18 طیارہ بدھ کو تربیتی پرواز کے دوران گر کر تباہ ہوگیا، پائلٹ کی موت واقع ہوگئی،کویتی نیوز ایجنسی کونا کے مطابق وزارت دفاع کے سرکاری ترجمان کرنل حمد الصقر نے بتایا کہ طیارہ شمالی کویت میں تربیتی مشن پر تھا،ترجمان نے کہا کہ 'تحقیقاتی ٹیموں نے حادثے کی تفصیلات اور وجوہ کا تعین کرنے کیلیے تحقیقات شروع کردی ہے (الجزیرہ)

سپر پاور اور ایٹمی طاقت بننے کی جانب ہمارے قدم تیز ہوں گے: کم جونگ اُن

شمالی کوریا کے رہنما کم جونگ اُن نے کہا ہے کہ ان کا ملک جوہری ہتھیاروں کے ساتھ فوجی سپر پاور بننے کی جانب تیزی سے قدم اٹھائے گا اور دشمن کے حملے کی صورت میں ان کے استعمال سے گریز نہیں کرے گا، برطانوی خبر رساں ادارے روئٹرز نے شمالی کوریا کی سرکاری نیوز ایجنسی کے سی این اے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ کم جونگ اُن نے ایک ہفتے میں دوسری بار جنوبی کوریا کے صدر یون سک یول کا نام لے کر خطے کو غیر مستحکم کرنے کے لیے واشنگٹن کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنے کی مذمت کرتے ہوئے اس حقیقت پر روشنی ڈالی کہ ان کے پاس مناسب سٹر-یٹجک ہتھیار بھی نہیں ہیں، انہوں نے کہا کہ 'یون سک یول نے اپنی تقریر میں جمہوریہ کے خاتمے کے بارے میں کچھ بیہودہ تبصرہ کیا، اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالک (امریکہ) کی طاقت پر اندھا اعتماد کرچکے ہیں (الجزیرہ)

محمد اسعد اللہ قاسمی نالندوی

تعلیم و روزگار

دہلی یونیورسٹی کے کالج میں 33 اسامیوں پر مواقع

دہلی یونیورسٹی کے تحت چلنے والے راجدھانی کالج نے ایڈمنسٹریٹو آفیسر سمیت غیر تدریسی عملے کی 33 اسامیوں پر بحالی کے لیے اشتہار جاری کیا ہے،اس کے تحت مستقل تقرریاں کی جائیں گی، اہلیت اور دلچسپی رکھنے والے امیدوار اس کے لئے آن لائن درخواست دے سکتے ہیں،درخواست دینے کی آخری تاریخ 19/اکتوبر 2024 مقرر کی گئی ہے،**قابلیت:** تسلیم شدہ بورڈ سے 10ویں پاس یا اس کے مساوی،عمر کی حد زیادہ سے زیادہ 30 سال، **انتخاب کا عمل:** امیدواروں کا انتخاب تحریری امتحان، اسکل ٹیسٹ اور انٹرویو کی بنیاد پر کیا جائے گا،**درخواست کی فیس:** 500 روپے ہے، ST / SC زمرہ کے لیے 200 روپے ہے،خواتین اور معذوروں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے،ویب سائٹ: www.rajdhanicollege.ac.in

اپرنٹس کی 5066 اسامیوں کے لیے درخواست فارم پُر کریں

ریلوے ریکروٹمنٹ سیل (RRC) نے اپرنٹس (ہینڈ مین) کے 5066 عہدوں کے لئے درخواست مطلوب ہے،اس کے لئے آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 22 اکتوبر 2024 ہے،درخواست کی فیس 100 روپے ہے،البتہ ST / SC زمرہ،خواتین اور جسمانی طور پر معذور افراد کے لیے کوئی فیس نہیں ہے،فیس آن لائن ادا کرنی ہوگی،ویب سائٹ: wr.com-rrc

ریلوے میں 3445 اسامیوں پر تقرریاں کی جائیں گی

ریلوے بھرتی بورڈ (RRB) نے غیر تکنیکی مقبول زمرہ (انڈر گریجویٹ) کے لیے 8113 عہدوں پر بحالی کے لئے درخواست طلب کیا ہے،آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 20 اکتوبر 2024،درخواست کی فیس زمرے کے لحاظ سے 250 سے 500 روپے ہے جو آن لائن ادائیگی کرنی ہوگی،فیس کی ادائیگی کی آخری تاریخ 22/اکتوبر 2024،ویب سائٹ: indianrailways.gov.in

RRC کے تحت 3115 آسامیوں کے مواقع

ریلوے ریکروٹمنٹ سیل (RRC) نے اپرنٹس کے 3115 عہدوں پر بحالی کے لئے آن لائن درخواست طلب کیا ہے،اہلیت رکھنے والے امیدوار اس کے لئے آن لائن درخواست دے سکتے ہیں،آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 23 اکتوبر 2024،درخواست کی فیس 100 روپے ہے؛ البتہ ST / SC زمرہ،جسمانی طور پر معذور اور خواتین کے لیے کوئی فیس نہیں ہے،فیس آن لائن ادا کرنی ہوگی،مزید معلومات کے لئے سرکاری ویب سائٹ: rrcer.org پر جائیں۔

ڈرافٹس مین انسٹی ٹیوٹ سمیت 196 اسامیوں پر تقرریاں

اتراکھنڈ ماتحت خدمات سلیکشن کمیشن نے ڈرافٹس مین، ٹیلیشین، ٹیوب ویل ،میکینک، پلمبر وغیرہ کے 196 عہدوں کے لئے اشتہار نکالا ہے،اس کے لئے آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 18 اکتوبر 2024 ہے،درخواست کی فیس: 300 روپے ہے SC / ST زمرہ، EWS اور اتراکھنڈ کے معذور افراد کے لیے 150 روپے ہے،یتیموں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے،مزید معلومات کے لئے ویب سائٹ: sssc.uk.gov.in پر جائیں۔

ڈپٹی فیلڈ آفیسر کی 160 اسامیوں کے لئے درخواست دیں

کابینہ سکریٹریٹ، حکومت ہند نے ڈپٹی فیلڈ آفیسر کے 160 عہدوں پر بحالی کے لئے اہل امیدواروں سے درخواست طلب کیا ہے،اس کے لئے آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 21 اکتوبر 2024 ہے،درخواست کی فیس کسی بھی قسم کے امیدوار کے لیے نہیں ہے،مزید معلوت کے لئے اس ویب سائٹ: cabsec.gov.in پر جائیں،اس کے لئے ہیلپ لائن نمبر: 23018467، 23012835 پر بھی معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔

ٹی جی سی کی 30 آسامیوں پر انٹرویو

ہندوستانی فوج میں ٹیکنیکل گریجویٹ کورس کے 30 عہدوں کے لئے آن لائن درخواست مطلوب ہے،اہل اور خواہش مند امیدوار اس کے لئے درخواست دے سکتے ہیں،آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 17 اکتوبر 2024،درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے،انتخاب انٹرویو کی بنیاد پر ہوگا،اس کے لئے مزید معلومات اس ویب سائٹ پر موجود ہے، www.joinindianarmy.nic.in

امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی "حیات وخدمات" پر دوروزہ سیمینار

مولانا نظام الدین میموریل فاؤنڈیشن پٹنہ نے امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ، جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی "حیات وخدمات" پر دوروزہ سیمینار کرنے کا فیصلہ کیا ہے، ان شاء اللہ یہ سیمینار 20/21/اکتوبر 2024ء روز اتوار، سوموار، المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں منعقد ہوگا، جس میں ملک کے ممتاز علماء کرام و دانشوران قوم شرکت فرمائیں گے، اس دوروزہ سیمینار کی مختلف نشستیں ہوں گی، افتتاحی نشست 20/اکتوبر بروز اتوار، دن کے دس بجے ہوگی، جس کی صدارت آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فرمائیں گے۔ 21/اکتوبر روز سوموار کی پہلی نشست دس بجے دن میں ہوگی، جس کی صدارت دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت مولانا سید محمد بلال عبدالحی حسنی فرمائیں گے۔ 21/اکتوبر روز سوموار بعد مغرب اجلاس عام ہوگا، جس کی صدارت موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی فرمائیں گے، اس اہم اجلاس میں ملک کے ممتاز علماء کرام و دانشوران قوم کا اہم خطاب ہوگا۔ سیمینار و اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر بہار و جھارکھنڈ کے نمائندہ حضرات سے شرکت کی اپیل کی گئی ہے، ضروری معلومات کیلئے رابطہ نمبر یہ ہے: مولانا شہزاد اکرام ندوی۔ 9934700987، مولانا نجیب الرحمٰن ندوی۔ 9507092493

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ کے زیراہتمام حضرات دعاۃ ومبلغین کا پانچ روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد

حضرات مبلغین سے حضرت امیر شریعت مولانا سید احمدولی فیصل رحمانی، قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی سمیت امارت شرعیہ کے شعبوں کے ذمہ داران کا خطاب

شعبۂ تبلیغ وتنظیم امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ایک بنیادی اور اہم شعبہ ہے، امارت شرعیہ کے بانی حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد علیہ الرحمہ اور ان کے رفقاء نے جب اس تنظیم کی بنیاد ڈالی تو اس کے شعبے بھی متعین کئے، جس میں شعبۂ دعوت وتبلیغ وتنظیم کو سرفہرست رکھا، اس میں حضرات دعاۃ ومبلغین کی تقرری فرمائی؛ تاکہ وہ امارت شرعیہ کی فکر اور اس کی تحریکات ومہمات کو لوگوں تک پہنچائیں، امارت شرعیہ کیا ہے اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟ حضرات مبلغین عوام وخواص کو اس سے روشناس کراتے ہیں، معاشرہ میں احکام شرعیہ کے نفاذ کی اہمیت بتاتے ہیں اور اس کے تئیں امت میں بیداری کا فریضہ انجام دیتے ہیں، آپ حضرات امارت شرعیہ کی پوری جماعت میں سب سے زیادہ قربانی دینے والے حضرات ہیں، امارت شرعیہ کے تقاضوں کو لے کر ہمیشہ سفر میں رہنا، ملت کے افراد تک امارت کے پیغام کو پہونچانا اور امارت کی تنظیم کو ہر چھوٹی بڑی آبادی میں قائم کرنا یہ نہایت دشوار گذار کام ہے، آپ کا یہ عمل دراصل آپ کے اخلاص نیت کی دلیل ہے، ان خیالات کا اظہار پانچ روزہ تربیتی ورکشاپ برائے دعاۃ ومبلغین امارت شرعیہ کی پہلی نشست کے موقع پر جناب مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے اپنی افتتاحی گفتگو میں کیا کہ ملک میں ملت اسلامیہ کے بڑھتے ہوئے مسائل اور ملی تنظیموں کی ذمہ داریوں کے پیش نظر گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ آپ امارت شرعیہ کے وہ دستہ ہیں جن کی ضرورت ہر موقع پر پڑتی ہے، اس موقع پر شعبۂ تبلیغ وتنظیم کے انچارج اور امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب نے اس تربیتی ورکشاپ کی ضرورت واہمیت کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی کوئی شئی اپنی سابقہ حالت پر باقی نہیں رہتی وہ ہر لحہ تغیر پذیر رہتی ہے اور زمانہ بڑی تیزی سے بدلتا جارہا ہے، ایسے میں کئی اہم پہلوؤں سے آپ حضرات مبلغین کی ٹریننگ کی ضرورت پیش آئی، آپ حضرات امارت شرعیہ جیسی متحرک اور زندہ تنظیم کی نمائندگی کرتے ہیں اور مسلم علاقوں میں آپ کے اسفار ہوتے رہتے ہیں، ملت کو بے شمار مسائل کا سامنا رہتا ہے، جب آپ ان کی آبادیوں میں پہونچتے ہیں تو آپ سے رہنمائی چاہتے ہیں، ایسے میں آپ کا ضروری امور سے باخبر ہونا نہایت ضروری ہے، اسی کے پیش نظر حضرات امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ نے گذشتہ سال کی طرح امسال بھی ٹریننگ کی ہدایت فرمائی، اجلاس کی دوسری نشست میں مولانا عبداللہ جاوید ثاقبی اور مولانا خالد سیف اللہ قاسمی نے اسمارٹ فون، زوم ایپ اور دیگر ٹیکنیکل چیزوں کے ضروری استعمال کی ٹریننگ دی اور بعد نماز مغرب تا عشاء جناب مولانا عبدالماجد قاسمی شانتی سندیش کیندر نے برادران وطن میں دعوتی عمل کے طریقہ کار پر تفصیلی گفتگو فرمائی اور حکمت پر مبنی جامع طریقہ کار بتلایا، تربیتی ورکشاپ کے دوسرے دن کی پہلی نشست سے جناب مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے تنظیم امارت شرعیہ کی اہمیت اور اس کے قائم کرنے کے طریقے پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم انسانی زندگی کی بنیاد ہے، امارت شرعیہ کے تحریکی کاموں کو آگے بڑھانے میں شعبۂ تنظیم کا غیر معمولی کردار رہا ہے، تنظیم کی سب سے چھوٹی اکائی کو نقیب کہتے ہیں، نقیب کی اصطلاح جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ مدینہ کے نقباء سے مستعار ہے، امارت شرعیہ کی اس ملک میں دیگر خدمات کے ساتھ تنظیم کے میدان میں قابل فخر اور لائق تقلید کارنامہ رہا ہے، اس نے ملت اسلامیہ کے منتشر شیرازہ کو ذات وبرادری اور مسلک ومشرب سے اوپر لاکر کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر جوڑنے اور منظم کرنے کا فریضہ انجام دیا ہے، امارت شرعیہ کے نائب قاضی شریعت جناب مفتی وصی احمد قاسمی نے دعوت وتبلیغ میں مؤثر تقریر اور عمدہ تحریر کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے برادر گرامی حضرت ہارون کی سفارش کی تاکہ دعوتی فریضے کی ادائیگی میں ان سے تقویت حاصل ہو اور وہ اسلئے کہ وہ زبان وبیان میں حضرت موسیٰ پر فوقیت رکھتے تھے، داعی کیلئے ضروری ہے کہ اسے زبان وبیان پر پوری قدرت حاصل ہو تاکہ وہ مدعو اور مخاطب کے احوال کے مطابق گفتگو کرسکے، دلوں تک کسی پیغام کو پہونچانے کیلئے لازم ہے کہ ایسی تعبیرات والفاظ اختیار کریں جن سے مدعو اور حاضرین کے دل پر اثر ہو، مرکزی دار القضاء کے نائب قاضی شریعت جناب قاضی سہیل اختر قاسمی صاحب نے موجودہ وقت میں دعوت وتبلیغ کیلئے مؤثر طریقے کے عنوان پر حضرات مبلغین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ اور ہم سب اس معاملے میں خوش نصیب ہیں کہ ہماری وابستگی امارت شرعیہ جیسی عظیم اور شرعی تنظیم سے ہے اور ہم سب اس کے فرد ہیں، آپ چار ریاستوں کے کروڑوں مسلمان سے امارت کی نسبت پر ملاقات کرتے ہیں، آپ کے اندر داعیانہ کردار عالمانہ وقار ہونا نہایت ضروری ہے آپ کا طرز گفتگو اور اسلوب بیان نہایت دلکش اور مؤثر ہونا چاہیے، آپ کی تقریر اور دعوتی گفتگو شریعت کی روشنی میں ہو، آپ قرآنی آیات اور احادیث کی مدد سے امارت شرعیہ کی اہمیت وضرورت اور اس کی شرعی حیثیت پر گفتگو کریں، ایک بات ذہن نشیں رہے کہ داعی دعوت سے پہلے اپنی ذات اور کردار وعمل و پیش کرتا ہے، پھر جاکر دعوت پیش کرتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ کا کردار وعمل جتنا زیادہ دین کے سانچے میں ڈھلا ہوگا اسی قدر آپ کی گفتگو اور خطاب میں اثر پیدا ہوگا، حالات حاضرہ کے مسائل اور ان کے حل کے پیش نظر جناب عبدالوہاب صاحب اے ڈی ایم نے زمین کے حالیہ سروے کے طریقہ کار اور مدارس ومساجد کے رجسٹریشن سے متعلق ضروری معلومات کے عنوان سے تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے حالیہ سروے کا قانونی ضابطہ، طریقۂ کار اور اس کے مرحلوں کو واضح کیا، فارم۔۲ کو پر کرنے کا صحیح طریقہ پروجیکٹر کے ذریعہ سمجھایا، ہر ایک خانہ میں درج کیے جانے والی باتوں پر مکمل روشنی ڈالی، اس سیشن کے اخیر میں جناب خبیب صاحب بیت المال نے بیت المال سے جڑے تمام کاموں اور اس کے طریقۂ کار پر حضرات مبلغین کی رہنمائی کی، مبلغین کے تربیتی ورکشاپ کے تیسرے دن جناب مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ نے ’’دار القضاء اور مبلغین کی ذمہ داریاں‘‘ کے عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کے شعبہ جات آپس میں مربوط ہیں اور وہ ایک دوسرے کو تقویت پہونچاتے ہیں، امارت شرعیہ کے شعبوں میں شعبہ دار القضاء کو بڑی اہمیت حاصل ہے، امارت شرعیہ ایک شرعی تنظیم ہے اور اس کی شرعی حیثیت ہے، امیر شریعت کی ذات اور دار القضاء کا نظام نقطۂ مرکزی ہے، مسلمانوں کی زندگی میں شرعی احکام کی تنفیذ کے لئے ہمارے بزرگوں نے دار القضاء کا نظام قائم فرمایا، دار القضاء سے عوام وخواص کو واقف کرانے، اس کی شرعی ودینی حیثیت بتانے اور اس کی جانب بوقت ضرورت لوگوں کو رجوع کرانے میں حضرات مبلغین کا غیر معلومی کردار رہا ہے، آپ حضرات عائلی مسائل کی بہتری کے لئے دار القضاء کا تعارف کرائیں، جناب مولانا مفتی احکام الحق قاسمی صاحب نے دار الافتاء اور دار القضاء کے اصول وضوابط اور دیگر ضروری امور پر روشنی ڈالی، آپ نے کہا کہ دار الافتاء کے ذریعہ کسی بھی معاملہ کا حکم شرعی ظاہر کیا جاتا ہے اور دار القضاء کے ذریعے احکام شرعیہ کا نفاذ عمل میں آتا ہے، یہ دونوں شعبے ملت کی دینی ضرورت ہیں، آپ حضرات مبلغین شہروں، دیہاتوں کے دورے پر رہتے ہیں، گاؤں، سماج میں مسائل پیدا ہوتے ہیں، لوگ آپ حضرات سے رجوع کرتے ہیں، اس لئے خاص طور پر ان دونوں شعبے سے متعلق معلومات سے آپ کا باخبر ہونا از حد ضروری ہے، جناب ہارون رشید صاحب ایڈوکیٹ امارت شرعیہ نے اپنے موضوع کے تحت ملکی قوانین سے واقفیت کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ جیسی تنظیم کے نمائندوں کو ملکی قوانین کی نوعیت، قانونی دفعات، ایف آئی آر درج کرانے اور اس کو تحریر کرنے کے طریقے اور ایسے معاملات سے واقفیت کے ساتھ قوم کو صحیح مشورہ دینے کی صلاحیتوں سے آراستہ ہونا وقت کی بڑی ضرورت ہے، امارت شرعیہ بیت المال کے انچارج جناب عرفان الحق صاحب نے امارت شرعیہ کے بیت المال اس کے حساب وکتاب کے نظام سے مخاطب کو واقف کراتے ہوئے سرکاری ضوابط اور بیت المال کے لئے طے کردہ اصول وطریقے کے مطابق حسابات لکھنے، پیش کرنے اور دوسرے اہم حساباتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی، ظہر کے بعد کی نشست میں امارت شرعیہ کے معاون ناظم جناب مولانا احمد حسین قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کے نقباء، ضلع وبلاک کے صدور وسکریٹریز کے طریقۂ انتخاب اور ان کی ذمہ داریوں کے موضوع پر مؤثر گفتگو کی اور امارت شرعیہ کے تنظیمی ڈھانچہ کو کیسے مضبوط ومستحکم بنایا اور اس نظام کو مزید کیسے وسعت دی جاسکتی ہے اس کے طریقۂ کار اور عملی پہلوؤں پر گفتگو کی، جناب مولانا ومفتی محمد سعید الرحمن قاسمی صاحب نے ۲۵ر ستمبر کی نشست میں حضرات مبلغین کے تربیتی اجتماع میں اپنے موضوع ’’اسلام میں زکوۃ کے اجتماعی نظام کی اہمیت اور اموال کی زکوۃ اور پیداوار کے عشر سے متعلق معلومات‘‘ پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ زکوۃ کے اجتماعی شکل کیلئے جو بیت المال کا نظام قائم ہوتا ہے تو ہم صرف اسی نظام کو بیت المال کا نظام کہیں گے جو کسی امیر شرعی کے تابع ہو اور اگر امیر شرعی کے تابع نہ ہو تو اس کو صرف ایک مالی فنڈ کہا جائے گا، امارت شرعیہ کا نظام امیر شرعی کے تابع ہے یہ شرعی طور پر بیت المال ہے اور اس میں مسلمانوں کی زکوۃ وصدقات کی جو رقوم جمع ہیں وہ اجتماعی طور پر مصارف میں خرچ کی جاتی ہیں، امارت شرعیہ کے بیت المال کا یہ نظام گذشتہ سو سالوں سے زکوۃ کے اجتماعی نظام کی خوبصورت عملی تصویر ہے ،ضرورت ہے کہ اس تحریک کو مستحکم کیا جائے اور عبادات کی اجتماعیت والی روح کی حفاظت کی جائے، دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ کے ذمہ دار جناب مفتی محمد یحییٰ غنی نے دار العلوم الاسلامیہ کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ دار العلوم الاسلامیہ دینی علوم کی ترویج واشاعت کے لئے ایک معیاری مرکز ہے، جو امارت شرعیہ کے زیر نگرانی سینکڑوں حفاظ وعلمائے کرام تیار کر چکا ہے، جو ملک کے مختلف حصوں میں دینی وملی خدمات انجام دے رہے ہیں، امارت شرعیہ کے حضرات اکابرین نے بہار کی ضرورت کے پیش نظر دینی علوم کی تکمیل کے لئے مورخہ ۲۱ شوال ۱۴۲۰ھ کو ایک معیاری مدرسہ کا قیام دار العلوم الاسلامیہ کی شکل میں فرمایا، انہوں نے حضرات مبلغین سے دار العلوم الاسلامیہ کی تعلیمی خدمات سے عوام وخواص کو واقف کرانے کی گذارش کی اور کہا کہ چاروں ریاستوں میں آپ حضرات کا سفر ہوتا ہے آپ مسلمانوں کے درمیان اس ادارے کا تعارف کرائیں، جناب ڈاکٹر یاسر حبیب صاحب ذمہ دار مولانا سجاد میموریل اسپتال نے ہاسپٹل کی اب تک کی حسن کارکردگی پر روشنی ڈالی اور حضرات مبلغین کو اس کے تمام تر شعبوں سے واقف کرایا، امارت شرعیہ کے تحت چلنے والے اس ہاسپٹل کی خصوصیات وامتیازات سے انہیں آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ پٹنہ کے عوامی صحت وخدمت کے میدان میں یہ ہاسپٹل نمایاں مقام رکھتا ہے، یہاں کم پیسوں میں او پی ڈی کا نظام چلتا ہے، جانچ گھر سے رعایتی فیس پر عوام وخواص فائدہ اٹھاتے ہیں، اس کے علاوہ بوقت ضرورت ریاست کے مختلف حصوں میں فری میڈیکل کیمپ کا نظم کیا جاتا ہے، پارا میڈیکل کے سکریٹری جناب سید نثار احمد صاحب نے پارا میڈیکل کے اندر چلنے والے تمام کورسیز کا حضرات مبلغین کے سامنے تعارف کرایا، داخلہ لینے کے طریقوں سے لے کر فیس کی تفصیلات اور اس کالج کی موجودہ وقت میں اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالی آپ نے حضرات مبلغین کے سامنے پارا میڈیکل کے اہم کورسیز اور آج کے وقت میں ہمارے طلبہ کی اس کی جانب توجہ پر بھی گفتگو کی آپ نے کہا کہ آپ حضرات مسلم آبادیوں کے دوران سفر پارا میڈیکل کی تعلیمی خدمات کو تفصیل سے بیان کریں، یہ ادارہ بہار کے تمام پارا میڈیکلوں سے بہتر رزلٹ دے رہا ہے، مولانا منت اللہ رحمانی آئی ٹی آئی ایف سی آئی روڈ کے سکریٹری جناب شوکت جعفری صاحب نے بھی مبلغین کے تربیتی ورک شاپ سے امارت شرعیہ کے آئی ٹی آئی کی تعلیمی خدمات اور اس کے مختلف پیشہ ورانہ کورسیز کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج کے وقت میں امارت شرعیہ مسلمانوں کی واحد تنظیم ہے جو عصری تعلیم کے میدانوں میں اتنے آئی ٹی آئی اور اسکول چلا رہی ہے، جس میں قوم وملت کے ہزاروں بچے دنیاوی علوم سے آراستہ ہوکر اپنے خاندان کی کفالت کررہے ہیں، اخیر میں جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب اور مولانا احمد حسین قاسمی مدنی نے تمام تربیتی مواد کا حضرات مبلغین کے سامنے اعادہ فرمایا، قابل ذکر ہے کہ مغرب بعد کی آخر نشست میں حضرت امیر شریعت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی حضرات مبلغین سمیت تمام کارکنان امارت شرعیہ اور ذیلی اداروں کے ذمہ داران کے سامنے وقف ترمیمی بل اور اس کے نقصانات کے عنوان سے اہم پرزنٹیشن پیش فرمایا، واضح رہے کہ امارت شرعیہ کے شعبۂ تبلیغ وتنظیم میں نئے بحال شدہ ایسے حضرات مبلغین جن کا تربیتی کورس پورا نہیں ہو پایا تھا حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت کے مطابق ۲۲ر تا ۲۶ر ستمبر ان کا تربیتی ورکشاپ امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر میں منعقد ہوا، تربیتی نقطۂ نظر سے عناوین طے پائے ہیں اور باصلاحیت وتجربہ کار ٹرینز کے ذریعہ اس ورکشاپ کو پوری طرح عملی اور مفید بنانے کی سعی کی گئی، اس تربیتی اجتماع کا آغاز جناب قاری شفیع اللہ صاحب مبلغ امارت شرعیہ کی تلاوت اور جناب مولانا عبدالماجد رحمانی کی نعت پاک سے ہوا، جب کہ نظامت کے فرائض جناب مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ اور مولانا احمد حسین قاسمی مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ نے مشترکہ طور پر انجام دی، اس تربیتی ورکشاپ کے انتظامی امور کو انجام دینے میں مولانا شاہ نواز عالم مظاہری، مولانا عبداللہ جاوید ثاقبی اور مفتی عبدالقدوس مظاہری کی خصوصی محنت شامل رہی۔

Scanned with CamScanner

شمالی بہار میں سیلاب سے بھیانک تباہی؛ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی طرف سے متعدد امدادی ٹیمیں جنگی پیمانے پر راحت رسانی وتقسیم ریلیف میں مصروف

حالیہ ۳۰/ستمبر کو کوسی ندی کے پشتوں کے ٹوٹنے سے بہار کے ۱۶/اضلاع کے مضافاتی علاقوں میں زبردست تباہی، سیکڑوں مکانات تنکوں کی طرح بہہ گئے

مرکزی دفتر امارت شرعیہ کو جب سے یہ اطلاع ملی ہے کہ زیادہ بارش ہونے کے سبب نیپال سے کوسی کے 56 پھاٹک گذشتہ دن کھول دیئے ہیں، اوراس سے پانچ لاکھ انسٹھ ہزار کیوسک لیٹر پانی ڈسچارج ہوا ہے، جس سے شمالی بہار کے کئی اضلاع میں بھیانک سیلاب کی شکل پیدا ہوگئی ہے، ارریہ، سوپول، سہرسہ سمیت متھلانچل اور سیمانچل کے کئی خطے بری طرح اس تباہ کن سیلاب کی زد میں ہیں، ذرائع کے مطابق گذشتہ کئی سالوں کے مقابلے پانی کی یہ مقدار بہت زیادہ ہے، جس سے نقصانات کے اندیشے کئی گنا بڑھ گئے ہیں، کئی باندھ جل تھل ہیں، جہاں جہاں پانی پہونچ رہا ہے، لوگ اپنی جان بچا کر محفوظ مقامات پر منتقل ہو رہے ہیں، رکشہ، ٹھیلا گاڑیوں کے ذریعہ نقل مکانی کا سلسلہ جاری ہے اور گردن برابر پانی میں چل کر لوگ کسی طرح اپنی اور اپنے معصوم بچوں کی جان بچانے کے لئے اونچے مقامات کا سہارا لے رہے ہیں، اس علاقہ میں غربت کی وجہ سے زیادہ تر کچے مکانات ہیں جو پوری طرح سیلاب سے متاثر ہو رہے ہیں، گاؤں کے راستے پانی کی وجہ سے بند ہیں، جن سے آبادیوں میں آمد ورفت کا سلسلہ ختم ہو رہا ہے، نقل مکانی کے لئے سرکار کی طرف سے کشتی وغیرہ کی سہولت کی کمی محسوس کی جارہی ہے، لوگوں کے اناج اور کھانے پینے کے سامان تیز رفتار پانی کی وجہ سے مکمل طور پر ضائع ہو چکے ہیں، ان کے کھانے کا بندوبست سرکار کی طرف سے نہیں ہوسکا ہے، لوگ کھلے آسمان کے نیچے نہایت کسمپرسی کے عالم میں ہیں، ایسے موقع پر امارت شرعیہ کی طرف سے سیلاب زدگان کے درمیان راحت رسانی کا کام مسلسل جاری ہے، حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی ہدایت کے مطابق جس جس علاقے سے سیلاب کی اطلاع موصول ہو رہی ہے وہاں کا جائزہ لیکر متاثرین کو راحت پہونچانے کیلئے امارت شرعیہ کی ٹیمیں سرگرم ہیں اور جنگی پیمانے پر اس خدمت میں لگی ہوئی ہیں، قائم مقام ناظم صاحب نے کہا کہ تباہی جتنے بڑے پیمانہ پر ہے اور متاثرین کی جتنی بھاری تعداد ہے اس اعتبار سے ضرورت ہے کہ تمام دردمند مسلمان اپنے اپنے علاقوں سے متاثرین تک راحت کے سامان پہونچائیں اور اگر امارت شرعیہ کے ذریعہ مدد بھیجنا چاہیں تو دفتر امارت شرعیہ سے رابطہ کریں، انہوں حکومت کو بھی پھر متوجہ کیا ہے کہ اس موقع پر اجڑے ہوئے لوگوں کو آباد کرنے اور پریشان حال لوگوں کی پریشانی کو دور کرنے کی جو سرکاری اسکیمیں ہیں اس کو بلا تاخیر عمل میں لایا جائے تاکہ ہزاروں پریشان حال انسانوں کو موجودہ پریشانی سے نکالا جاسکے۔

سہرسہ: مورخہ ۵؍اکتوبر۲۰۲۴ء کو بھی مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ، تنظیم امارت شرعیہ ضلع سہرسہ کے سکریٹری جناب ڈاکٹر طارق صاحب مقامی علماء وائمہ کرام اور سماجی ذمہ داروں کے ساتھ ضلع سہرسہ کے گھونگھے پور، مبارک پور، سلیمان ٹولہ جلئی، پورنواس جلئی، محمد پور، صدیق پور، بگھوا، بگھوا پورنواس، نولکھا، کدلی اور کوسی باندھ کے پشتوں پر ڈیرہ ڈالے ہوئے یہ سیلاب متاثرین کے درمیان راحت کے سامان تقسیم کیے گئے۔

سیتامڑھی: امارت شرعیہ پٹنہ کا وفد ضلع ستیامڑھی کے بیلسنڈ حلقے کے وارڈ نمبر سات، ردپولی، چندولی، جعفرپور، ولی پور، حسن پور، شاہ محلہ اور مولا نگر کی بستیوں میں پہنچا وہاں منظم طریقے پر ریلیف کا کام مکمل کیا گیا، جہاں مسلمانوں کے ساتھ عام برادران وطن کو بھی راحتی اشیاء فراہم کی گئیں، ضلع سیتامڑھی میں سیلاب سے متاثر ہونے والے بلاکوں میں بیلسنڈ کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے، سیلاب سے بیلسینڈ کی مرکزی سڑکیں ٹوٹ گئیں؛ جس سے گھنی آبادیاں پورے طور پر متاثر ہوگئیں ہیں، اچانک پانی کے آنے کی وجہ سے لوگ اپنے گھروں کے سامان کو باہر نہیں نکال سکے اور خانگی سامان ضائع ہوکر رہ گئے، اناج اور اشیائے خوردنی بھی تباہ ہو گئے، بمشکل تمام لوگ اپنی جان بچا سکے، سینکڑوں ایکڑ میں پھیلی ہوئی فصلیں؛ جن پر پورے سال کا دارومدار ہوتا ہے، چند گھنٹوں میں نیست ونابود ہوگئیں، نقصانات اتنے زیادہ ہیں کہ اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے، اس طرح کے بھیانک سیلاب کے موقع پر حکومت کو چاہیے کہ وہ خاطر خواہ انسانوں کے نقصانات کا معاوضہ دینے کو یقینی بنائے؛ مگر صورتحال یہ ہے کہ بہت سے مقامات پر اب تک سرکاری عملہ حاضر نہیں ہوسکا ہے اور اس موقع پر لوگوں کو حکومتی امداد نہیں مل سکی ہے امارت شرعیہ کے اس وفد کی قیادت جناب مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی فرمارہے تھے اور امارت شرعیہ کے معاون ناظم جناب مولانا احمد حسین قاسمی ریلیف کی پیکنگ اور تقسیم کے عمل کو امارت شرعیہ کے مبلغین جناب مولانا ظہیر الحسن شمسی وجناب مولانا مزمل حسین قاسمی کے تعاون سے انجام دے رہے تھے؛ جبکہ اس وفد کی رہنمائی تنظیم امارت شرعیہ کے صدر جناب ڈاکٹر ساجد علی خان، سکریٹری جناب قاری مشتاق صاحب اور ماسٹر صابر حسین صدر بیلسنڈ بلاک کررہے تھے۔

دربھنگہ: بہار کے جو ۱۶؍اضلاع سیلاب کی زد میں ہیں ان میں سے خاص طور پر ضلع دربھنگہ کا مشہور ومعروف اور زرخیز علمی قصبہ جمال پور سے جانب شرق ایک کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع کوسی باندھ پر آئی آبی طغیانی نے اس خطہ کی بے شمار بستیوں کو بری طرح متاثر کیا شب کے آخری پہر میں متعدد پشتوں کے ٹوٹنے کی وجہ سے مکینوں کو سنبھلنے تک کا موقع نہیں ملا، جان بچا کر لوگ کسی طرح اونچی جگہوں پر پناہ لینے پر مجبور ہوگئے، جونہی اس کی خبر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ پہونچی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کی قیادت ونگرانی میں امارت شرعیہ کی امدادی ٹیمیں آنا فانا سیلاب زدہ علاقوں کے لئے روانہ ہوگئیں، جن میں مولانا رضوان احمد ندوی صاحب سب ایڈیٹر نقیب، مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد شعیب عالم مبلغ امارت شرعیہ، جناب حاجی احسان الحق صاحب انچارج پروجیکٹ منیجمنٹ، جناب عبدالواہاب انصاری صاحب، انچارج شعبہ اصلاحات آراضی وغیرہ کے علاوہ شہر دربھنگہ کے قاضی شریعت مولانا محمد ارشد علی رحمانی صاحب، سوپول دربھنگہ کے قاضی شریعت مولانا ابوشاہد قاسمی صاحب شریک کارواں تھے، اس قافلہ میں شہر دربھنگہ کی تنظیم امارت شرعیہ کے ذمہ دار اصحاب بھی سیلاب زدہ علاقوں تک گئے اور مقامی ذمہ داروں کے تعاون سے جمالپور، کھینسا، جگسوں، چترا، بھبول، جھگڑوا، بسری، وغیرہ مواضعات کے پریشان حال لوگوں کے درمیان فوڈس کٹس تقسیم کیے، 7 اکتوبر 2024 بروز سوموار مولانا قاضی ارشد صاحب نے نوجوانان بھیم پور و ذمہ داران کے ہمراہ مولانا محمد مبشر عبداللہ ندوی صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن بھیم پور کی دعا کے بعد راحتی اشیاء لے کر کرت پور کی طرف روانہ ہوئے، جمالپور اور بھبول میں راحتی اشیاء اور کپڑے ساتھ جانیوالے نوجوان بھائیوں کے ذریعے پر امن ماحول میں مستحقین کے درمیان تقسیم کیا گیا، نیز مولانا مبشر عبداللہ ندوی صاحب کی محنت وکاوش سے نقدی رقوم کے لفافے بھی تقسیم کئے گئے، دوران تقسیم وہاں کے لوگوں نے یہ تاثر پیش کیا کہ سامان تقسیم کرنے والے میں نوے فیصد آپ ہی کے لوگ آتے ہیں، اس تقسیم ریلیف اور کار خیر کو انجام دینے میں اہم نام بابو فرحان، راجا بابو، عبدالاحد، محمد جسیم، محمد شکیل، کلام الدین، حافظ محمد مرغوب صاحبان بھیم پور اور ان کے رفقاء کے ہیں، جنھوں نے اپنی محنت وکاوش سے راحتی اشیاء کو جمع کرکے مستحقین تک پہونچانے میں مدد فرمایا اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو اور اہل خیر حضرات کو اس کا بہترین صلہ عنایت فرمائے آمین، شریک قافلہ میں جناب نظام الدین، مفتی محمد علی ندوی، اظہر ضیاء الدین، محمد نیر، ڈاکٹر جمال وغیرھم کے اسماء شامل ہیں نیز عمری مدھیپور، ڈارھ، مہپتیا، گنیشپور، بھور، مدنپور، بلتھی، پردلپور، دلدل، بھیجہ، حتنی نوابا، کھر برسام، ننبول، مہشام وغیرہ بستیاں سے بھی راحتی اشیاء مستحقین تک پہونچایا گیا ہے، مولانا ومفتی محمد امداد اللہ قاسمی قاضی شریعت شہر مدھوبنی کی قیادت میں ریلیف کٹ، دیگر راحتی اشیاء اور نقد رقم لے کر کرت پور بلاک کے بھبول، جمال پور، مسہریہ، پوناچ اور کھینسا وغیرہ پہنچی، وفد کی روانگی مولانا ومفتی ابوذر قاسمی صاحب صدر المدرسین مدرسہ فلاح المسلمین کی رقت آمیز دعا اور مولانا ومفتی روح اللہ قاسمی ومولانا محمد مطیع الرحمٰن کی باطنی فکر کے ساتھ ہوئی، سب سے پہلے بھبول سے راحتی اشیاء اور ریلیف کٹ مع نقد تقسیم کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا، پھر جمال پور، مسہریا، پوناچ اور کھینسا میں راحتی اشیاء مع نقد تقسیم کئے گئے، نقد رقم تقسیم کرنے میں اللہ رب العزت کی طرف سے امداد غیبی، خاص نصرت اور برکت کا مشاہدہ ہوا کہ امید سے کہیں زیادہ رقم تقسیم کی گئی اور الحمد للہ ثم الحمد للہ رقم میں کمی نہیں آئی، فللہ الحمد وللہ الشکر، دارالقضاء مدرسہ فلاح المسلمین گواپوکھر بھوارہ کی ٹیم پوری مستعدی کے ساتھ مستحقین تک ریلیف کٹ مہیا کرنے میں لگی رہی، اس ریلیف ورک کو کامیاب بنانے میں مولانا محمد معین اللہ صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ اندھرا، مولانا ابوالکلام فاتح قاسمی صدر تنظیم امارت شرعیہ اندھرا بلاک، مولانا عبدالقیوم صاحب قاسمی سریسب پاہی، مولانا علی اکبر صاحب سریسب پاہی، حافظ شہاب الدین صاحب چین پور اور حافظ محمد منظور الحق صاحب مہتمم مدرسہ مجاہد العلوم ڈبہاری، جناب مولانا محمد نبی حسن صاحب قاسمی معاون قاضی دارالقضاء مدرسہ فلاح المسلمین، مولانا ومفتی محمد انظار الحق قاسمی صدر تنظیم امارت شرعیہ مدھے پور، مولانا ومفتی محمد مسیح احمد قاسمی آفس سکریٹری تنظیم امارت شرعیہ مدھوبنی، حافظ رحمت اللہ صاحب فلاحی معاون آفس سکریٹری، مکھیا عطاء الرحمان صاحب اندھرا، ماسٹر رضی صاحب، ڈاکٹر منا صاحب، محمد اشرف صاحب اور اندھر ٹھاری وڈومرا کافی متحرک وفعال رہے، ان حضرات کے علاوہ دیگر محبین نے بھی بھرپور تعاون فرمایا، اللہ رب العزت جملہ معاونین اور محسنین کو خوب سے خوب تر بدلہ عنایت فرمائے۔

چمپارن: گزشتہ ۸؍اکتوبر کو مغربی چمپارن کے بلاک جوگاپٹی اور مدھوبنی کی مختلف آبادیوں میں جیسے ڈبہی، ڈھبلوا، حبیب نگر، جرل پور، بیسا، شاہی بازار، گنگا ٹھاکر اور نینا ہابستی میں سیلاب سے متاثر افراد کے درمیان تنظیم امارت شرعیہ کے ذمہ داران نے کھانے کی سوکھی اشیاء تقسیم کی، ہزاروں افراد جن کے گھروں میں سیلاب کا پانی داخل ہوگیا اور گھر کے سامان ضائع ہوگئے؛ جو مجبوری میں ابھی بھی اونچی جگہوں پر پناہ لیے ہوئے ہیں؛ ان کے درمیان امارت شرعیہ پٹنہ کی جانب سے بڑے پیمانے پر ریلیف کا عمل جاری ہے، واضح رہے کہ جب پانی کا بہاؤ ان علاقوں میں بہت تیز تھا ان دنوں بروقت حضرت امیر شریعت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی ہدایت پر حضرت مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں، جن میں مولانا احمد حسین قاسمی مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ، مغربی چمپارن بتیا کے قاضی شریعت جناب مولانا شمس الحق قاسمی اور مبلغین حضرات جناب مولانا ظہیر الحسن شمسی، جناب مولانا محمد مزمل حسین قاسمی اور جناب مولانا محمد اسعد اللہ نیموی ارکان وفد کی حیثیت سے شامل تھے اور مقامی تنظیم امارت شرعیہ ضلع مغربی چمپارن کے جنرل سکریٹری ایڈوکیٹ جناب ذاکر بلیغ صاحب رکن شوری امارت شرعیہ، تنظیم امارت شرعیہ مغربی چمپارن کے صدر جناب مولانا محبوب نعمانی کے علاوہ دیگر افراد کی رہنمائی میں ان علاقوں کا جائزہ لیا گیا تھا اور متاثر افراد کی فہرست سازی کی گئی تھی، متاثرین کے درمیان بلا امتیاز مذہب امارت شرعیہ کی جانب سے کھانے کے سوکھے سامان تقسیم کیے گئے ہیں، جس سے پریشان حال لوگوں میں امارت شرعیہ کے تئیں اس ہمدردی پر خوشی کے آثار نمایاں ہیں، قابل ذکر ہے کہ ابھی بھی جن اضلاع میں پریشانیاں زیادہ ہیں اور سیلاب کا پانی لوگوں کے گھروں سے نہیں نکل سکا ہے اور متاثرین دوسری جگہوں پر پناہ لیے ہوئے مصیبت کی زندگی گزار رہے ہیں، ان کی زندگی کے معمولات کو بحال کرنے کے لیے امارت شرعیہ فکرمند ہے اور حسب استطاعت ان کے لیے امداد کا سلسلہ جاری رکھے ہوئی ہے، رب کریم سے دعا ہے کہ جلد از جلد اس سیلاب سے لوگوں کو نجات ملے اور ان مصیبت زدہ انسانوں کی زندگی معمولات پر آجائے، ایسے میں امت کے خوشحال طبقے کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے بدحال وپریشان حال لوگوں کی عبوری راحت اور ان کی مستقل باز آبادکاری کے لیے امارت شرعیہ جیسی متحرک وبیدار تنظیم کے ساتھ مخلصانہ تعاون کا ہاتھ بٹائیں؛ تاکہ امارت شرعیہ زیادہ سے زیادہ ان متاثرین خاندانوں کے کام آسکے اور راحت رسانی سمیت بعض آبادکاری کے ان کاموں کو بحسن وخوبی انجام دے سکے۔

بقیہ صفحہ اول............................

فرماں برداری کا مطلب قطعا یہ نہ لیا جائے کہ ان کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے، بالکل نہیں، ایسے تمام احکام جو منکرات کے درجہ کے ہیں اور قرآن واحادیث میں اس کی مخالفت آئی ہے، اس میں اطاعت وفرماں برداری نہیں کرنی ہے، مشہور اصول ہے۔ **لا طاعة في معصية الله** . اللہ کی نافرمانی میں کبھی کسی کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔ سورۃ لقمان میں ایسے والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے جو مشرک ہیں، ان کے کفر وشرک میں ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی، لیکن دستور کے موافق ان کے ساتھ بھلائی کے عمل کو جاری رکھا جائے گا۔

ایک اور بیماری ان دنوں نوجوانوں کے اندر پیدا ہوگئی ہے کہ جہاں والدین کے حقوق، ان کی اطاعت اور فرماں برداری پر بات شروع کیجئے، فوراً ان کو اپنے حقوق کا خیال آجاتا ہے، یعنی وہ کاؤنٹر کرتے ہیں کہ بچوں کے بھی تو حقوق ہیں، یقیناً ہیں، ان کا ذکر بھی ہوتا ہے، لیکن اسے خلط مبحث نہیں کرنا چاہیے، تھوڑی دیر کے لیے مان لیجئے کہ بچوں کے حقوق کی ادائیگی میں والدین سے کوتاہی ہوئی، اسباب کچھ بھی ہو سکتے ہیں تو کیا قرآن واحادیث میں والدین کے جو حقوق ذکر کیے گیے ہیں اور جو حکم دیا گیا ہے، اس کی مشروعیت ختم ہو جائے گی، خوب اچھی طرح سمجھ لیجیے، ایسا بالکل نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

امیر شریعت سادس اور دینی مکاتب

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بنیادی دینی تعلیم کے لیے انتہائی فکر مند رہا کرتے تھے ان کے دور نظامت میں ابوالمحاسن مولانا محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ بانی امارت شرعیہ کے متعین کردہ آٹھ شعبوں پر ان کی خصوصی توجہ مرکوز رہتی تھی ان میں ایک صیغۂ تعلیم تھا، صیغۂ تعلیم کا مطلب اس زمانے میں بھی صرف مکاتب تھے اور آج جبکہ اس شعبہ کا نام بدل کر شعبہ تعلیم مذہبی وعصری کر دیا گیا ہے، صیغۂ تعلیم کا اطلاق بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب پر ہی ہوتا ہے اور کہنا چاہیے کہ اب صیغۂ تعلیم شعبۂ تعلیم کا ایک جز ہوگیا ہے، جس کی ذمہ داری 2003 سے ہی میرے ذمہ ہے۔

بنیادی دینی تعلیم کے لیے مکاتب کے قیام کو امارت شرعیہ نے اول دن سے ہی ترجیح دیا مبلغین جب کسی علاقے میں جاتے تو ان کے ذمے اس علاقے کا سروے، تعلیمی وسماجی حالات کے جائزے معاشی صورتحال کی واقفیت اور سماجی برائیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے ساتھ جہاں مکاتب دینیہ نہ ہوں وہاں مکاتب دینیہ کا قیام بھی شامل تھا، جیسا کہ امارت اور نقیب میں شائع رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے، اس زمانے میں معلم کو تھوڑا بہت وظیفہ (جہاں ضرورت ہو) دینے کا رواج تھا اور یہ بیت المال سے جایا کرتا تھا، حضرت امیر شریعت سادس نے حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام کی تحریک اور تجویز پر اس سلسلہ کو پھیلانے کا کام کیا اور بہت سارے علاقوں میں مکتب کا قیام وہاں کے لوگوں کی تحریک پر کیا گیا، وظیفہ کے نام پر بیت المال سے دوسو، تین سو، بلکہ ایک سو روپے بھی کئی معلمین کو بھیجے جاتے تھے، یہ سلسلہ 2003 میں میرے آنے کے بعد تک جاری رہا، بعد میں حضرت امیر شریعت سادس کو اس طرف متوجہ کیا تو انہوں نے یہ رقم بڑھا کر پہلے پانچ سو اور چند سالوں کے بعد ایک ہزار روپے کر دیا اور ادائیگی صیغۂ تعلیم کے ذریعہ کی جانے لگی، رقم بیت المال سے ہی ملتی تھی، اس وجہ سے بیت المال پر بوجھ بڑھ گیا، حضرت امیر شریعت سادس نے اس بوجھ کے حل کی یہ شکل اپنے دور نظامت میں نکالی کہ خود کفیل نظام تعلیم پر زور دیا، اس کے لیے پورا نظام وضع کیا نصاب تیار کرایا اور اسے پوسٹر کی شکل میں شائع کرا کر بہار اڈیشہ اور جھارکھنڈ کے مختلف علاقوں میں بھیجا اور مبلغین کے ذریعے دورہ وفود میں ارکان وفود کو اس کی تلقین کی کہ وہ خود کفیل نظام تعلیم کے خاکے کو گاؤں گاؤں پہنچانے کا کام کریں۔

دینی مکاتب کے قیام کی ضرورت کے ساتھ انہیں بیت المال پر بوجھ نہ بڑھے، اس کا بھی خیال رہتا تھا، جب کوئی درخواست ان کی خدمت میں پیش کرتا تو وہ بہت سارے سوالات کرتے، کبھی لکھ کر اور کبھی زبانی، ان میں سب سے اہم سوال ہوتا کہ گاؤں والے کتنا دیں گے؟ معلم کے قیام وطعام کا نظم وہ کر سکیں گے یا نہیں؟ چنانچہ ان کی ہدایت پر ایک سروے فارم چھپا لیا گیا تھا، جسے درخواست کے ساتھ منسلک کر دیا جاتا تھا تاکہ علاقے کی صحیح صورتحال منظوری سے قبل حضرت کے سامنے آجائے، کوسی سیلاب کے موقع سے میں نے حضرت سے درخواست کی کہ سیلاب زدہ علاقے میں کم از کم 25 مکاتب کھولے جانے چاہیے، کن گاؤں میں یہ مکاتب کھولے جائیں گے اس کی تفصیل بھی حضرت کو فراہم کرائی گئی، حضرت نے اس درخواست پر تفصیلی حکم لکھا، اس حکم کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی نگاہ کن کن جزئیات پر مکتب کے سلسلے میں ہوا کرتی تھی، لکھتے ہیں: "فی الحال 20 مکاتب قائم کیے جائیں جو سروے ہمارے سامنے ہے، اس میں معلمین کی لیاقت درج نہیں ہے، باضابطہ ایک خانے میں درج ہونا چاہیے، ماہ ذیقعدہ سے وظیفہ دیا جاسکتا ہے، وظیفہ پانچ سو روپے ماہانہ ایک سال کے لیے ریلیف فنڈ سے ہوگا، یکم ذی الحجہ کو حاضری رپورٹ قبل وصول طلب کرلیا جائے، ہر جگہ مقامی طور پر ایک کمیٹی بنا دینا ضروری ہے تاکہ گاؤں سے چندہ وصول کر کے معلم کو دیا جائے اور آئندہ خود کفیل نظام تعلیم کے طریقے پر مکاتب چلتے رہیں اس کے لیے ایک کسی ہوشیار مبلغ کو طریقہ بتانے کے لیے بھیجا جائے" ایک جگہ سے درخواست آئی کہ ایک معلم کا مشاہرہ دیا جائے اور اس پر ایک بڑے آدمی کی سفارش بھی درج تھی، حضرت نے صاف صاف لکھا: "ایک معلم کا مشاہرہ نہیں دیا جاسکتا، 200 روپے وظیفہ دیا جاسکتا ہے، رپورٹ آنے پر آگے کاروائی ہوگی" ریاست اڈیشہ سے ایک درخواست مکاتب کی موصول ہوئی جس میں 15 مکاتب کے قیام کی بات کہی گئی تھی اور وظیفہ کا مطالبہ تھا، قاضی شریعت راورکیلا کے ساتھ میں نے بھی کم از کم دو سال کے لیے 500 روپے منظور کرنے کی سفارش کی تھی، حضرت نے جو لکھا، اس سے بیت المال پر بوجھ کی فکرمندی صاف جھلکتی ہے، لکھتے ہیں: "اگر پانچ سو روپے ماہانہ فی مکتب دیا جاتا ہے تو ساڑھے سات ہزار ماہانہ ہوگا، اساتذہ کی بقایہ تنخواہ کا نظم کس طرح ہوگا، میرا خیال ہے کہ نظامت کو پوری تحقیق کر کے رپورٹ اور سفارش پیش کرنی چاہیے اگر مذکورہ جزوی امداد سے کام چل سکتا ہے تو دو سال کے لیے رقم منظور کی جاسکتی ہے، فون کر کے معلوم کرلیں کہ بقیہ مشاہرہ کون دے گا پہلے یہ مکتب کس طرح چل رہا تھا، ہر معلم کی علمی لیاقت ضرور لکھی جائے ماہ محرم 1432 سے 500 روپے کی منظوری 15 مکاتب کو دی جاتی ہے" مکتب کی ایک اور درخواست پر حضرت نے لکھا: "خود کفیل نظام تعلیم سے اس آبادی کو جوڑا جائے اور اگر مقامی لوگ ایک ہزار روپے اور کھانا دینے پر آمادہ ہوں تو پانچ سو روپے امارت شرعیہ سے دیا جائے اور تعلیم کی نگرانی کی جائے"

ایک موقع سے چند معلمین کے وظائف میں اضافے کی تجویز میں نے رکھی تو آپ نے لکھا: "بجٹ کو سامنے رکھا جائے اور تین سال میں خود کفیل بنانے کی جو تدبیر ہونی چاہیے وہ ضرور اختیار کی جائے بار بار معائنہ کرنے اور عوام کو متوجہ کرنے سے یہ کام ہوگا" اسی طرح ضلع سوپول کے سیلاب زدہ علاقے میں 35 مکاتب دو سال کے لیے کھولنے کی اجازت حضرت نے دی تھی دو سال بعد جب اس کی مدت ختم ہو رہی تھی، توسیع مدت کی درخواست ان کی خدمت میں پیش کی گئی، حضرت نے چھ ماہ کی مزید توسیع کی اور لکھا کہ: "اول تو بیت المال میں اس کا فنڈ مستقل نہیں ہے، دوسرے گاؤں کے ذمہ داروں کو آزاد چھوڑ دینا مناسب نہیں، اس لیے میں 30 ذی الحجہ 33ھ تک اس اسکیم کو جاری رکھنے کا حکم دیتا ہوں، اس چھ ماہ کے عرصے میں خود کفیل نظام تعلیم کی عملی صورت متعلقہ مواضعات میں قائم کریں اور ذمہ دار حضرات کا تقرر کر کے رقم ہر ماہ جمع کی جائے، جو اپنے بال بچوں کے کھانے کے لئے کرتے ہیں، اس کے لیے بھی کچھ کریں؛ تاکہ وہ اس چھ ماہ کے عرصے میں اس لائق ہو جائیں کہ خود مکاتب چلا سکیں" ایک غریب بستی سے مکتب کی منظوری کے لیے درخواست آئی اس پر حضرت نے پرزور انداز میں لکھا کہ: "خود کفیل نظام پوری طرح سمجھایا جائے امارت شرعیہ سے فوری تنخواہ نہیں جاسکتی، گاؤں والوں کو ہمارے نظام کے مطابق دو ہزار دینا ہوگا، یہاں سے پانچ سو روپے ماہانہ مقرر ہوگا، جو مسجد کے ذمہ دار کے نام جائے گا، گاؤں سے جب دو ہزار دینے کی بات آجائے تو درخواست میرے پاس بھیجیں" بعض مکاتب کے قیام کی درخواست پر حضرت نے مقام پر جا کر سروے کا حکم دیا اور جب رپورٹ خدمت میں پیش ہوئی تو حضرت نے اس رپورٹ کی روشنی میں کمی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا: "مکتب کی حالت یکساں نہیں ہے، مقامی حضرات کیا تنخواہ دیتے ہیں؟ اس کی وضاحت نہیں ہے، تعلیم کا وقت کم سے کم چار گھنٹہ ہونا چاہیے، مقامی حضرات کا تعاون ضروری ہے" ایک صاحب نے امارت شرعیہ کے خود کفیل نظام مکتب کے لیے رقم مہیا کرائی اور خواہش ظاہر کی کہ وہ یہ رقم بیت المال کے توسط سے معلم تک پہنچانا چاہتے ہیں حضرت نے اس پر خوشی کا اظہار کیا، طریقہ تجویز کیا اور لکھا: "مناسب ہے، امام کے شہریہ کی رقم بیت المال میں جمع کی جاسکتی ہے اور ان کا نام و پتہ رجسٹر میں درج کیا جاسکتا ہے، یکم صفر 1435 ہجری سے تقرری درج کی جائے اور ہر ماہ دو ہزار روپے بھیجا جائے" کم وبیش تیرہ سال حضرت کے دور امارت میں مجھے کام کرنے کا موقع ملا، مجھے یاد نہیں ہے کہ مکتب سے متعلق حضرت نے کسی درخواست کو نامنظور کر دیا ہو؛ البتہ ان کا مزاج حکم واضح لکھنے کا تھا، وہ مکتب کے نظام کے استحکام اور مضبوطی کے لیے وہ بہت ساری شرطیں لگاتے تھے اور تاکید کرتے تھے کہ اس کی پابندی کی جائے، حضرت فرمایا کرتے تھے کہ گاؤں میں جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ لوگ اچھا اچھا کپڑا پہنتے ہیں، عالی شان پختہ عمارتوں میں رہتے ہیں، لذیذ کھانے کھاتے ہیں اور ان کاموں کو انجام دینے کے لیے امارت شرعیہ سے کچھ نہیں مانگا کرتے؛ لیکن جہاں آپ نے بنیادی تعلیم کا ذکر چھیڑا پورا گاؤں یکسر غریب ہوجاتا ہے، سب کی نگاہ امارت شرعیہ کی طرف جاتی ہے اور چاہتے ہیں کہ مکتب کا خرچ امارت شرعیہ برداشت کرے، لوگوں کو یہ بات سمجھایئے کہ جو خون اپنی رگوں میں گردش کرتا ہے وہ زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ سیلابی پانی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا، آپ اپنی کمائی سے جس طرح مکان بناتے ہیں کپڑے اور کھانے کا انتظام کرتے ہیں اسی طرح بنیادی دینی تعلیم کا بھی نظم کیجئے ان کی اسی سوچ اور فکر کا نتیجہ تھا کہ ہر حکم میں یہ دریافت کرتے کہ گاؤں والے کیا دیں گے، معلم کے کھانے اور رہائش کا نظم کریں گے یا نہیں، جب انہیں یقین ہوجاتا یا ہم لوگ یقین دلا دیتے تبھی وہ امارت سے وظیفہ منظور کیا کرتے تھے۔

گاؤں کے تعاون سے جب مکتب جاری ہوجاتا تو اس پر زور دیتے کہ اسے خود کفیل بنایا جائے؛ تاکہ وہاں جو رقم دی جاتی ہے اسے دوسرے ضرورت مند مکتب پر استعمال کیا جاسکے اس کے لیے وہ خود کفیل نظام تعلیم کا جو خاکہ کیلنڈر کی شکل میں مطبوعہ تھا اس کو عوام کو سمجھانے پر زور دیتے مکتب کے معلم کی تنخواہ گاؤں سے وصول کرنے کی ایک شکل "مشت برکت" قرار دیتے، عیدین کی نمازوں سے قبل اس موضوع پر تقریر اور وسائل کی فراہمی کے لیے تشکیل پر زور دیتے، شادی بیاہ کے موقع سے فضول خرچی سے روپے بچا کر تعلیم پر خرچ کرنے کی تلقین کیا کرتے، وہ کہا کرتے تھے کہ مکتب کے قیام کی جتنی ضرورت ہے اس کی تکمیل کسی ایک ادارے کے بس کی بات نہیں ہے، ہر ادارہ اور تنظیم کا اپنا بجٹ ہے، وسائل کی قلت کی وجہ سے مکاتب کے اساتذہ کو پوری تنخواہ دینا تو ممکن ہی نہیں ہے، ہم علامتی طور پر کچھ رقم دے کر ان کے شریک ہوجاتے ہیں؛ تاکہ ماہانہ حاضری، قبض الوصول، مقدار خواندگی منگا کر اور اپنے آدمی سے تعلیمی جائزہ لے کر اس کام کو تسلسل اور استحکام عطا کرسکیں، فرماتے تھے کہ اگر پوری تنخواہ دی جائے گی تو گاؤں والوں کی توجہ اور دلچسپی باقی نہیں رہے گی، گاؤں والا مطمئن ہوجائے گا اور معلم بھی اپنی من مانی پر اتر آئے گا، جب من کرے گا، موقع ملے گا چھٹی پر چلا جائے گا اور کام کا حرج ہوگا، اس کے لیے ہر مکتب کے قیام سے پہلے گاؤں میں مقامی ذمہ داروں کی ایک کمیٹی بنانے پر زور دیتے؛ تاکہ ان کے ذریعے مکاتب کی تعلیمی نگرانی ہوسکے، قبض الوصول پر کمیٹی کے ارکان کے دستخط ہوا کریں؛ تاکہ معلوم ہو کہ معلم وہاں کام کر رہے ہیں، کام کیسا ہو رہا ہے، اس کے لیے تحریری مقدار خواندگی منگوانے پر زور دیتے، تاکہ پتہ چل سکے کہ گزشتہ ماہ کے مقابلے طلبہ وطلبات اس ماہ میں کتنا آگے بڑھے ان کی اس مستعدی کے نتیجے میں معلمین کے وظائف، قبض الوصول، مقدار خواندگی دفتر کو موصول ہوئے بغیر وظیفہ کی منظوری نہیں دی جاسکتی تھی، آج بھی یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے، پہلے یہ کاغذات ڈاک سے آتے تھے، اب اسے واٹس ایپ سے منگوالیا جاتا ہے، مکتب کی منظوری سے قبل معلم کی صلاحیت کی جانچ بھی کرواتے، رپورٹ میں تعلیمی لیاقت درج نہیں ہوتی تو درج کرنے کی تاکید کرواتے، معلمین صحیح قران پڑھاتے ہیں اس کے لیے معلمین کی تربیت کے لیے سال میں دو کیمپ لگانے کا سلسلہ انہیں کے حکم سے انہیں کے زمانے میں شروع ہوا، جو حسب سابق آج بھی جاری ہے اور ان کے بعد بھی دیگر امراء شریعت کے دور میں اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔

مکاتب کے وظائف کی منظوری اور دوسرے تمام کاموں میں انہیں بیت المال پر پڑنے والے بوجھ کا خاص خیال رہتا، وہ کہتے تھے کہ ہم اپنی استطاعت سے زیادہ کام شروع کردیں، وقت پر وظیفہ نہ دے سکیں، تو امارت کی بدنامی ہوگی اور یہ اس کی ساکھ کے کمزور ہونے کا سبب بنے گا، اسی احساس کے تحت وہ سرکاری تعلیمی اسکیم سے فائدہ اٹھانے کو درست نہیں سمجھتے تھے جب "ہمہ گیر تعلیمی مہم" چلی تو یہ شعبہ بھی میرے حصے میں آیا، بڑی مشکل سے اس وقت کے ناظم کے کہنے پر انہوں نے صرف دو سال کے لیے منظوری دی، فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب یہ امارت کے لیے مفید نہیں ہے، سرکاری اسکیم ہے، جو کبھی بھی بند ہو جائے گی ہم تعلیم کے مراکز ان کے بھروسے کھولیں گے اور وہ امارت کے نام سے جانے پہچانے جائیں گے جب وہ بند ہوگا تو لوگوں میں پیغام جائے گا کہ امارت شرعیہ نے کھولا تھا اور اسی نے بند کر دیا، عوام کے درمیان اس خیال کا پیدا ہونا اس کے دل سے امارت کے وقار کو نکال دے گا اور وہ اس طرح کام نہیں کریں گے جیسا وہ پہلے بے لوث ہو کر کرتے تھے۔

اس کا دوسرا نقصان یہ بتاتے کہ سرکاری محکمہ سے رقم بغیر رشوت کے حاصل کرنا، آج کے دور میں ناممکن سا ہے، ہم یہ نہیں کریں گے تو رقم یا تو ملے گی نہیں اور ملے گی تو بہت تاخیر سے، ایسے میں سارے معلم کہیں گے کہ امارت شرعیہ نے بحال کیا تھا، اب شہریہ نہیں دیتے، کس کس کو بتایئے گا کہ سرکار سے فنڈ نہیں آیا ہے، اسی طرح جب ہنر پروگرام شروع ہوا اور اس وقت کے ناظم کے کہنے پر انہوں نے بادل نخواستہ اس کی منظوری دی، اس کا افتتاحی اجلاس کرشن میموریل ہال میں ہوا تھا اور اس میں ناٹک کے انداز میں ایسے مناظر پیش کیے گئے جس کا مطلب مسلم بچیوں کو ان کی اسلامی تہذیب وثقافت سے دور کرنا تھا، یہی مجمع کو ناٹک کے ذریعے سمجھایا جا رہا تھا، اس وقت حضرت امیر شریعت سادس وزیر اعلیٰ نتیش کمار کے بغل میں بیٹھے ہوئے تھے، میں چونکہ اس اسکیم کا بھی ذمہ دار تھا، حضرت کے بغل میں تھا، حضرت کی غیرت ایمانی نے گوارا نہیں کیا اور وہ نتیش کے بغل سے احتجاجاً اٹھ کر چلے آئے، میں بھی ان کے ساتھ ہال سے باہر نکل آیا، بعد میں جب یوم بہار (بہار دوس) پر پروگرام میں شامل طالبات کو گاندھی میدان میں کاؤنٹر لگا کر اپنی مصنوعات کی نمائش کا سرکاری حکم آیا، تب معلوم ہوا کہ حضرت اس اسکیم کو لینے سے کیوں منع کر رہے ہیں، وہ اپنی دوربیں نگاہ سے وہ دیکھ رہے تھے، جہاں تک ہماری نگاہ نہیں پہونچ رہی تھی، وہ کہا کرتے تھے کہ مولوی صاحب آپ کا علم مجھ سے زیادہ ہوسکتا ہے؛ لیکن تجربہ میرے ہی پاس ہے بعد میں ثابت ہوتا تھا کہ ان کا فرمانا ہی درست تھا ہماری نظریں تو صرف چھلکے پر مرکوز رہیں، ہنر پروگرام کے حوالے سے ایک تقریب ارجن سنگھ نے دہلی میں بلائی تھی میں بھی دوسرے ذمہ داروں کے ساتھ دہلی گیا تھا، اس موقع سے بھی سرکاری فرمان کے تحت ہنر کی بچیوں کو دہلی جانا تھا، حضرت نے صاف فرما دیا کہ کوئی بچی ہمارے کارکن کے ساتھ نہیں جائے گی جس کو جانا ہے وہ اپنے محرم کے ساتھ جائے۔

حضرت نے جو فیصلے مکاتب کے حوالے سے کیے ہمہ گیر تعلیمی مہم اور ہنر پر جوان کی رائے تھی وہ قابل ستائش بھی ہے اور لائق تقلید بھی، ان واقعات کو پڑھ کر ان کی دینی حمیت وغیرت اسلامی ان کے رگ وپے میں سرایت ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت کے فرمان کے اقتباس کے نقل کرنے اور اس پر مختصر تجزیہ نے بھی مضمون کو طویل کر دیا اس طوالت کے باوجود کہنا بہت کچھ باقی رہ گیا، حضرت کے ساتھ گزارے تیرہ سال میں انہوں نے بہت کچھ سکھایا، زندگی کے بہت سارے معاملات میں ایسی رہنمائی فرمائی جو آج بھی میرے لیے سرمایۂ حیات ہے زندگی ان کے بتائے اصولوں پر چل رہی ہے باقی پھر کبھی

Scanned with CamScanner

حضرت امیر شریعت سادسؒ اور خانقاہ رحمانی مونگیر

مفتی رضی احمد ندوی

ولادت: امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین ولد مولانا قاضی سید حسین ولد قاضی سید شرف الدین رحمہم اللہ کی ولادت باسعادت ۲۷؍رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ مطابق ۳۱؍مارچ ۱۹۲۷ء بروز جمعرات کو محلہ پرانی جیل خانہ گیا بہار میں ایک دینی اور علمی گھرانے میں ہوئی آپ کے والد گرامی مولانا قاضی سید حسین رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور محدث عصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید تھے آپ کے دادا قاضی شرف الدین قطب الاقطاب بانی ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری کے مرید اور آپ کے فیض یافتہ تھے۔

تعلیم وتربیت: حضرت امیر شریعت سادس رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے گھر پر حاصل کی ایک سال مدرسہ امدادیہ دربھنگہ میں تعلیم حاصل کی اور اعلی تعلیم کے لیے آپ نے ام المدارس دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا اور ۱۹۴۶ء میں فضیلت اور ۱۹۴۷ء میں تخصص فی الادب سے فراغت حاصل کی اپنے وقت کے نامور علماء کرام حضرت مولانا اعجاز علی، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند رحمہم اللہ وغیرہم سے کسب فیض کیا۔

درس وتدریس ودیگر خدمات: دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے مدرسہ عبیدیہ کوٹھی ضلع گیا، مدرسہ ریاض العلوم ساٹھی ضلع مغربی چمپارن، مدرسہ رشید العلوم چترا میں تدریسی وانتظامی امور کو بخوبی انجام دیا۔

حضرت امیر شریعت رابع مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی جوہر شناس نگاہ نے اس گوہر نایاب کو پہلی نظر میں ہی پہچان لیا لہذا حضرت امیر شریعت رابع کے حکم پر ۱۹۶۵ء میں امارت شرعیہ تشریف لائے حضرت امیر شریعت نے امارت کی نظامت کی اہم ذمہ داری آپ کے سپرد کی، آپ اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امیر شریعت کے دست وبازو بن کر بڑی لگن محنت جانفشانی اور ایمانداری کے ساتھ امارت شرعیہ کو ترقی کے عروج پر پہنچایا اور تادم حیات امارت شرعیہ کے گلشن سرسبز کو اپنے خون جگر سے سینچتے رہے۔

۱۹۹۱ء میں حضرت امیر شریعت رابع رحمۃ اللہ علیہ بانی وجنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی وفات کے بعد آپ کو باتفاق ارکان بورڈ جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن امیر شریعت خامس نے آپ کو نائب امیر شریعت نامزد فرمایا اور امیر شریعت خامس کی وفات کے بعد ۱۹۹۸ء میں آپ امیر شریعت منتخب ہوئے اور تادم حیات امیر شریعت حضرت مولانا سید حضرت نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر شریعت اور جنرل سیکرٹری بورڈ رہے۔

جامعہ رحمانی اور خانقاہ رحمانی سے آپ کے تعلقات: حضرت امیر شریعت مولانا سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ بڑے متحمل منکسر المزاج، خوش اخلاق بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے شفقت ومحبت کرنے والے تھے آپ سب کو لے کر چلنے کا ہنر جانتے تھے اور یہ خوبی انہوں نے اپنے محسن ومربی حضرت امیر شریعت رابع سے سیکھی تھی اس لیے آپ کا ہندوستان کے تمام مرکزی دینی تعلیمی اداروں، تحریکوں اور خانقاہوں سے اچھے تعلقات تھے خصوصا خانقاہ رحمانی مونگیر اور اس کے بزرگوں سے آپ کا دیرینہ قلبی لگاؤ تھا خانقاہ رحمانی مونگیر کے بانی عظیم مبلغ اسلام قطب عالم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ بانی ندوۃ العلماء لکھنو خلیفہ اجل اعلی حضرت حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے دادا محترم قاضی شرف الدین رحمہ اللہ بیعت تھے لہذا بچپن سے ہی آپ نے خانقاہ رحمانی مونگیر کا تذکرہ اپنے بڑوں سے سنا تھا لیکن یہ تعلق مزید مضبوط ومستحکم اس وقت ہوا جب آپ امیر شریعت رابع کے حکم پر امارت شرعیہ تشریف لائے اور حضرت امیر شریعت رابع رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو امارت کے نظامت کی اہم ذمہ داری سپرد کیا آپ نے اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دیا اور امیر شریعت رابعؒ کے قدم سے قدم ملا کر امارت شرعیہ کو بلندیوں تک پہنچایا۔

امیر شریعت رابعؒ سے پہلی ملاقات: امیر شریعت رابع رحمۃ اللہ علیہ کی جوہر شناس نگاہ نے کس طرح مولانا سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مدرسہ سے نکال کر امارت کا ناظم بنایا اور ان کو قوم وملت کا چمکتا ہوا ستارہ بنایا اس واقعہ کو ہم قاضی القضاۃ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ سابق نائب امیر شریعت وسابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی زبان سے سنتے ہیں قاضی صاحب صلاحیتوں کی تلاش اور افراد سازی کے تحت لکھتے ہیں: تاریخ کی کتابوں میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پڑھا ہے کہ وہ ہمہ دم جوہر قابل کی تلاش میں رہتے تھے، اور پھر ان کی تربیت کرکے، بنا اور سوار کر انہیں علم معرفت اور دین کی خدمت کے میدان میں پیش کیا کرتے تھے ابو یوسفؒ، زفر بن ہذیل، محمد بن حسن شیبانی، داؤد الطائی، عافیہ بن یزید الاودی، حسن بن زیاد اور نہ جانے کتنے اسی شمس علم ومعرفت کے گرد چمکتے ہوئے ستارے تھے جنہوں نے امام اعظم سے کسب نور کیا تھا..... میں نے معاصر علماء میں اپنے حضرتؒ کو اس باب میں نہایت ممتاز پایا وہ ہمہ دم اس تلاش میں رہتے تھے کہ کہاں کوئی جوہر قابل ملے اور وہ اسے سچ دھج کر کام کا آدمی بنا سکیں، اور صلاحیتوں کو جلا دے کر خدمت دین کے لیے اس کا بہترین مصرف لے سکیں موجودہ نائب امیر شریعت مولانا سید نظام الدین صاحب مدرسہ ریاض العلوم ساٹھی ہی میں استاذ تھے اصلاح نصاب تعلیم کے سلسلے میں جو تحریک حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے چلائی تھی اس سلسلے میں موصوف نے مدرسہ ساٹھی سے ایک خط لکھا خط بڑا خوبصورت اور گہرے فکر کی نشاندہی کر رہا تھا حضرت چونک پڑے فرمایا نصاب تعلیم کی میٹنگ میں انہیں بلاؤ جب مولانا میٹنگ میں تشریف لائے تو حضرت نے جھانک کر دیکھ لیا کہ یہ شخص مدرسہ کی چہار دیواری میں رہنے کے لائق نہیں مستقبل میں امت کا بڑا کام اس شخص سے لیا جا سکتا ہے نہ جانے کتنی بار مدرسہ ریاض العلوم کے سرپرست حضرت مولانا ریاض احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا اور کوشش فرماتے رہے کہ مولانا سید نظام الدین صاحب امارت شرعیہ تشریف لے آئیں طویل کوششوں کے بعد جب مولانا تشریف لائے تو انہوں نے حضرت کے اعتماد کو سچا کر دکھایا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ حضرت کی تربیت نے اس جوہر قابل کو اس لائق بنا دیا کہ وہ امارت شرعیہ کی نازک ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی نباہ سکیں اور ملت کے اہم مسائل میں جرات کے ساتھ اقدام کر سکیں (ہفتہ روزہ نقیب امیر شریعت رابع نمبر صفحہ نمبر 332) وہ دن تھا 1965 کا جب امیر شریعت سادس امارت شرعیہ میں تشریف لائے اس دن سے تادم آخری 17 اکتوبر 2015ء تک امارت کی بے لوث خدمت انجام دیتے رہے۔

امیر شریعت رابعؒ سے تعلق کا اظہار: امیر شریعت رابع سے آپ کا تعلق کتنا گہرا تھا اس کا اندازہ ہم امیر شریعت سادس ہی کی تحریر سے کر سکتے ہیں وہ لکھتے ہیں حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانی امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کے پروقار متحرک اور فعال امیر شریعت خانقاہ رحمانی کی مسند رشد وہدایت کے لائق ترین اور بافیض سجادہ نشیں جامعہ رحمانی کے سرپرست آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے روح رواں جنرل سیکرٹری لاکھوں متوسلین خانقاہ کے مرشد ومربی ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کی دینی اور ملی خدمات کے ترجمان علمائے حق کی صف اول میں ایک اعلی اور ممتاز مقام رکھنے والے اپنے اسلاف واکابر اپنے والد بزرگوار قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری کی سیرت وکردار اور اخلاق وعادات کے ائینہ دار اعداء دین کی سازشوں کو سمجھنے والے باطل کے حملوں کے مقابلے میں سینہ سپر رہنے والے فرقہ وارانہ یکجہتی کے سچے داعی ملک اور اس میں بسنے والے تمام انسانوں کی فلاح کے خواہاں ایک ایسا مرد مجاہد جس نے جہاں ملک کی آزادی کے لیے قید وبند کی صعوبت برداشت کی وہاں ملک کی آزادی کے بعد ببانگ دہل اعلان کر دیا کہ اگر آزاد ہندوستان میں مذہب کو غلام بنایا گیا تو وہ اس کے لیے بھی اسی طرح جدوجہد کریں گے، جس نے اپنی دانشمندی رواداری اور حکیمانہ طرز عمل سے مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور مختلف گروہ کو بلا تفریق مسلک ومشرب تحفظ شریعت تحریک میں ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا جس نے اپنی زندگی کے پورے ۱۹؍سال شریعت اسلامی کے تحفظ اور اس راستے میں اپنی صحت کی پرواہ کیے بغیر مسلسل جہاد میں گزار دیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ہم پر کیا گزری اس کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے آپ کی وفات سے نہ صرف خانقاہ رحمانی جامعہ رحمانی اور نہ صرف امارت شرعیہ مسلم پرسنل لا بورڈ بلکہ پورا ملک ایک صاحب بصیرت جرآت مند مدبر مخلص اور ایثار پسند رہنما سے محروم ہو گیا اور علمائے حق کی صف اول میں ایک ایسی جگہ خالی ہو گئی جس کا مستقبل قریب میں پر ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے (ہفتہ روزہ نقیب امیر شریعت رابع نمبر صفحہ نمبر ۳۴۴؍۳۴۳) حضرت امیر شریعت رابع رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے قلبی تعلق کا نتیجہ ہی تھا کہ آپ کو ہی امیر شریعت رابعؒ کے جنازہ کی نماز پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔

سالانہ فاتحہ میں برسوں شرکت: خانقاہ رحمانی اور اس کے بزرگوں سے تعلق کا نتیجہ ہی تھا کہ آپ برسوں تک خانقاہ رحمانی مونگیر کے سالانہ اجلاس وفاتحہ میں شریک ہوتے تھے اور یہ شرکت عقیدت مندانہ ہوتی تھی اس کو وہ اپنی سعادت سمجھتے اور اپنے خطاب میں اس کا برملا اظہار کرتے تھے ۲۰۰۵ء میں جامعہ رحمانی کے عظیم الشان اجلاس کے موقع پر آپ نے خانقاہ رحمانی اور جامعہ رحمانی کی اہمیت کو بتلاتے ہوئے فرمایا "مدارس اور خانقاہوں سے دین کے بڑے بڑے کام ہوئے ہیں ان اداروں کی قدر ضروری ہے خانقاہ رحمانی اور جامعہ رحمانی سب سے بڑا ادارہ نہیں ہے لیکن دین کے اس ادارے نے بے پناہ خدمت کی ہے اور پورے ملک پر اس کے اثرات ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی اور حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے مخالفت کے ماحول اور مشکل حالات میں جینے کا سبق سکھایا ہے اور دینی وراثت کو زندہ رکھنے کا کارنامہ انجام دیا ہے" (روزنامہ پندار ۱۳؍نومبر ۲۰۰۵ء بحوالہ ہمارے رہبر ہمارے محسن صفحہ نمبر ۱۴۹)

امیر شریعت رابعؒ کی یادگار اور زیارت کا شوق: حضرت امیر شریعت رابعؒ سے حضرت امیر شریعت سادسؒ کا جو تعلق تھا عشق کی حد تک پہنچا ہوا تھا جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے، ۲۰۱۲ء کے اجلاس جامعہ کے موقع سے جب حضرت امیر شریعت سادس خانقاہ رحمانی تشریف لائے تو حضرت امیر رابعؒ کے نام پر بننے والی چھ منزلہ پرشکوہ دانش گاہ کی عمارت کے دیدار کے سلسلے میں انہوں نے اپنے دیرینہ شوق اور ولولے کا اظہار کیا۔ حافظ امتیاز رحمانی صاحب نے اس واقعے کو بڑے دلچسپ انداز میں پیش کیا ہے وہ لکھتے ہیں: "جب آپ خانقاہ تشریف لائے تو میں حاضر ہوا فرمانے لگے اب میری زندگی کی شام ہو چکی ہے برس ہا برس سے یہاں کے اجلاس اور فاتحہ خوانی میں شرکت ہوتی رہی ہے مگر اس مرتبہ اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ شاید اب زندگی نہ رہے اور خانقاہ رحمانی کی حاضری اور جامعہ رحمانی کی ترقی دیکھے بغیر میری آنکھیں بند ہو جائیں فرمانے لگے وہ عمارت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کہاں بنوا رہے ہیں جو ہمارے محسن ومربی اور مہربان حضرت امیر شریعت رابع کی یاد میں تعمیر ہو رہی ہے جس کا تذکرہ تم نے کیا تھا میں چاہتا ہوں اس کو دیکھ لوں ہم نے عرض کیا آپ آرام کر لیں انشاء اللہ آپ کو وہاں لے جا کر دکھا دوں گا مگر دیکھنے کی تڑپ ایسی تھی کہ اپنے خادم سے فرمایا امتیاز مشغول ہے آپ معلوم کر لیں عمارت ابھی چل کر دیکھ لیتا ہوں میں نے عرض کیا حضرت ابھی تو اپنے کمرے سے دیکھ لیں جس کمرے میں قیام تھا اس کے سامنے تھوڑے فاصلے پر دانشگاہ کی زیر تعمیر عمارت نظر آ رہی تھی دیکھ کر فرمانے لگے مولانا ولی رحمانی مدظلہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شان کے مطابق عمارت بنوا رہے ہیں مگر دور سے دیکھنے میں دل نہیں بھرا قریب جا کر دیکھنا چاہتا ہوں کب لے جاؤ گے وقت طے ہو گیا اور حضرت وہاں پہنچ گئے ایسا لگا جیسے کہہ رہے ہیں کاش زندگی وفا کرے اور ہم اس کو تعلیم وتعلم سے آباد دیکھ لیں دیر تک وہیں رہے دعا کی اور فرمایا حضرت کی بہت بڑی یادگار ہے جامعہ رحمانی، اس کی حفاظت کی ذمہ داری آپ سبھوں کی ہے کہ حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کا ساتھ دیتے رہیے ان کے حکم کے مطابق جامعہ اور خانقاہ کو بڑھاتے رہیے یہی خواہش اور دعا ہے ہماری۔ ۱۸؍مارچ ۲۰۱۵ء کو جے پور میں بورڈ کا اجلاس تھا ملاقات ہوئی فرمایا امتیاز کیا دانشگاہ کی عمارت تیار ہو گئی عرض کیا جی تیار ہے فرمانے لگے کیسی لگتی ہے بے تکلفی میں عرض کیا تھوڑی دیر میں عمارت آپ کے سامنے ہو گی حضرت دیکھ کر فیصلہ فرمائیں گے جامعہ رحمانی کا تعارف لے کر حاضر ہوا دانشگاہ کی تصویر دکھائی ایسا خوش ہوئے جیسے کوئی اپنے نو تعمیر مکان کو دیکھتا ہے اور جھوم جاتا ہے بار بار دیکھتے رہے فرمایا بہت خوبصورت ہے اللہ اس کو تعلیم وتربیت کے لیے قبول فرمائے (امیر شریعت سادس نقوش وتاثرات صفحہ نمبر ۹۶-۵۹۵)

خانقاہ رحمانی میں عقیدتمندانہ حاضری: ۱۰؍نومبر ۲۰۱۲ء کو جامعہ رحمانی کے عظیم الشان اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا میری یہاں سات سالوں کے بعد حاضری ہوئی ہے اور یہ حاضری امیرانہ نہیں خادمانہ ہوئی ہے یاد رکھیے خانقاہ رحمانی کا کام صرف بیعت وارشاد نہیں ہے دین کا دفاع اور دینی شعائر کا تحفظ بھی اس کا ہدف ہے آپ کے اور ہمارے مرشد امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی نے یہ سارے کام انجام دیے اور اس کے لیے مسلم پرسنل لا بورڈ قائم کیا، موجودہ سجادہ نشیں حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی بھی حضرت کی چھوڑی ہوئی تمام امانتوں کی بحسن وخوبی حفاظت اور ان تمام کاموں کو اچھی طرح آگے بڑھا رہے ہیں ابھی آئینی حقوق بچاؤ تحریک کی کامیابی میں ان کی جو قربانی ہے وہ قابل تحسین ہے اور پورا بورڈ ان کے اشاروں کا منتظر ہے میں یہی آپ سبھوں سے کہنے آیا ہوں کہ آپ حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی کا بھرپور ساتھ دیجیے اللہ تعالی نے انہیں بے پناہ صلاحیت دی ہے اور وہ اپنے فرائض کو پوری تندہی سے انجام دے رہے ہیں (روزنامہ قومی تنظیم پٹنہ ۱۲؍نومبر ۲۰۱۲ء۔ امیر شریعت سادس نقوش وتاثرات صفحہ ۹۶-۶۹۵۔ ہمارے رہبر ہمارے محسن صفحہ نمبر ۱۴۹/۵۰) (باقی ص ۱۴؍پر)

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ اور ندوۃ العلماء

مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی

حضرت مولانا نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دورِ آخر کے ان قائدین میں ہوتا ہے جنہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی دینی وملی رہنمائی کا فریضہ بڑی دانائی اور حکمت ودوراندیشی کے ساتھ ادا کیا۔ ابتداء سے لے کر اپنی پیرانہ سالی تک پوری زندگی انہوں نے بڑی جفاکشی کے ساتھ گذاری۔ وہ صفِ اول کے قائدین میں سے تھے، لیکن کہیں سے اس کا مظاہرہ نہیں تھا، زہد واخلاص اور درد وایثار ان کی وہ نمایاں صفات ہیں جو اس دور میں عنقا ہوتی جا رہی ہیں۔

مولانا ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۲۷ء صوبہ بہار میں ''گیا'' کے ایک دورافتادہ گاؤں میں پیدا ہوئے، انہوں نے علمی خاندان میں آنکھیں کھولیں، مولانا کے جد بزرگوار قاضی شرف الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ سے تھا اور مولانا کے والد مولانا قاضی سید حسین صاحبؒ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں ہی میں حاصل کی، ثانوی تعلیم کے لیے دربھنگہ کا سفر کیا، پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے اور کئی سال وہاں تعلیم حاصل کی، ۱۹۴۷ء میں تخصص ادب سے فراغت کے بعد بہار کے مختلف دینی مدارس میں تدریس سے وابستہ رہے۔ مولانا کو شروع سے زبان وادب کا ستھرا ذوق حاصل تھا، شاعری سے بھی مناسبت تھی، فرحت گیاوی تخلص تھا، ایسا کم ہوتا ہے کہ فقہ وفتاویٰ میں انہماک کے ساتھ شعروادب کا ایسا اعلیٰ ذوق ہو، مگر یہ مولانا کا امتیاز تھا۔

فقہ وفتاویٰ سے گہری مناسبت کے ساتھ مولانا میں بڑی انتظامی صلاحیت بھی تھی، یہی وجہ تھی کہ امیر شریعت حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ انتخاب مولانا پر پڑی، ۱۹۶۴ء میں بحیثیت ناظم امارت شرعیہ وہ پھلواری منتقل ہوئے اور پھر ساری زندگی وہیں کھپا دی۔ حضرت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد صدر بورڈ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے ان کو بورڈ کا جنرل سکریٹری نامزد کیا، وہ نائب امیر شریعت بھی منتخب ہوئے، پھر ۱۹۹۸ء میں امیر شریعت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ کی وفات کے بعد مولانا کو امیر شریعت منتخب کیا گیا۔

ندوۃ العلماء سے مولانا کا تعلق خاندانی تھا، مولانا کے دادا بانیٔ ندوۃ العلماء سے استرشاد کا تعلق رکھتے تھے، پھر جب ناظم ندوۃ العلماء اور صدر بورڈ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے مولانا کو بورڈ کا جنرل سکریٹری نامزد کیا، تو اس تعلق میں اضافہ ہوا اور مولانا کی ندوہ آمد ورفت بڑھی، اس دور میں مولانا کو ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامی میں لیا گیا اور اس کے چند سالوں کے بعد مجلس نظامت میں بھی شامل کیا گیا، مولانا ندوہ تشریف لاتے، بورڈ کے سلسلہ میں صدر بورڈ سے گفتگو رہتی، کئی کئی روز قیام فرماتے، طلبہ واساتذہ مولانا سے استفادہ کرتے، مختلف مناسبتوں سے مولانا کے خطابات ہوتے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے ان کو بڑی عقیدت ومحبت تھی، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ ان کے اس غیر معمولی تعلق کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''وہ حضرت مولاناؒ سے صرف انتظامی تعلق نہیں رکھتے تھے، بلکہ وہ تعلق رکھتے تھے جو ایک مسترشد کا اپنے مرشد کے ساتھ، شاگرد کا اپنے استاد کے ساتھ اور مرید کا اپنے پیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ اپنی ہر ملاقات میں دینی استفادہ کو ملحوظ رکھتے تھے اور ان کے رائے ومشورے کو عمل میں لانے کے لیے بڑی مستعدی سے کام لیتے تھے۔'' (یادوں کے چراغ: ۲/۱۵۳) ان کے اسی مخلصانہ تعلق کا نتیجہ تھا کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان پر اعتماد تھا اور ان کی ملی وتنظیمی صلاحیتوں کی بڑی قدر تھی۔ حضرت مولانا رابع صاحبؒ لکھتے ہیں: ''مولانا سید نظام الدین صاحبؒ سے حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کو جو مناسبت تھی اور ان کے فہم وبصیرت اور علم وآگہی کی انہیں جو قدر تھی، اس کا اعتراف انہوں نے ان کو ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامی کا رکن بنا کر کیا اور ان کے امیر شریعت کے انتخاب میں بھی دلچسپی لی۔'' (یادوں کے چراغ: ۲/۱۵۳-۱۵۴)

مولانا نظام الدین صاحب نے حضرت مولاناؒ کی شخصیت کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا تھا، خاص طور سے وہ ان کے بعض ذاتی اوصاف سے بڑے متاثر تھے۔ حضرت مولانا محمد رابع صاحبؒ لکھتے ہیں: ''حضرت مولاناؒ سے انہیں جو عقیدت کا تعلق ہوا اس میں دو اہم باتوں کو انہوں نے اپنے بعض احباب سے ذکر کیا، ایک تو یہ کہ ان کی مجلس میں کسی کی غیبت کا گذر نہیں ہے اور ایک بات اور جس نے ان کو متاثر کیا کہ ان کی زندگی میں حیا بہت وسیع مفہوم میں اور مختلف نوعیت سے جلوہ گر تھی اور ایک بڑے جلسہ میں اس وصف کو بھی بیان کیا جو انہوں نے ان کے اندر داعیانہ کردار اور عالمانہ وقار کا بڑی بلندی سے دیکھا تھا۔'' (یادوں کے چراغ: ۲/۱۵۵)

واقعہ یہ ہے کہ مولانا کی زندگی اسلاف کا نمونہ تھی اور اللہ نے انہیں جامعیت عطا کی تھی، وہ حضرت مولاناؒ کے خلیفہ ومجاز بیعت تھے، مگر انہوں نے خود کو ہمیشہ شہرت طلبی سے دور رکھا۔ حضرت مولانا رابع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ''انہیں حضرت مولانا کے سلسلہ میں خلافت بھی حاصل ہوئی اور بعض طالبین کو ان کے اصرار پر بیعت میں بھی داخل کیا، جب کہ عمومی طور پر اخفاء سے ہی کام لیا اور پوری زندگی میں سادگی وقناعت وتواضع واخلاق واعتدال، توازن، انفرادی واجتماعی بہی خواہی، ہمدردی، تحمل، صبر وبرداشت، شکر کے مواقع پر شکر اور جذبہ احسان مندی کو ہمیشہ ملحوظ رکھا۔'' (یادوں کے چراغ: ۲/۱۵۵)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ ندوہ کے ناظم منتخب ہوئے اور بورڈ کا صدر قاضی مجاہد الاسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بنایا گیا، مولانا سید نظام الدین صاحبؒ نے مولانا رابع صاحبؒ سے بھی وہی تعلق قائم رکھا جو ان کو حضرت مولاناؒ سے تھا، پھر جب قاضی صاحبؒ کی وفات کے بعد مولانا رابع صاحبؒ صدر منتخب ہوئے تو اس تعلق میں اضافہ ہوا، طرفین کو ایک دوسرے کا حد درجہ احترام تھا، کوئی مسئلہ ہوتا، مولانا صدر بورڈ سے رجوع فرماتے اور حضرت مولاناؒ کا حال یہ تھا کہ ہر مسئلہ کو جنرل سکریٹری کی طرف محول فرماتے اور ان کی رائے معلوم کر کے ہی اپنی رائے کا اظہار فرماتے، دونوں حضرات کی محبت اور اتفاق مثالی تھا، اس میں دونوں حضرات کی بالغ نظری، بصیرت وتدبر اور حکمت ودانائی کا دخل تھا، دونوں حضرات جذباتیت کو ناپسند کرتے تھے، دونوں ہی حضرات کا خیال یہ تھا کہ فیصلوں میں جلد بازی کبھی غلط نتیجہ تک پہنچا دیتی ہے، اس لیے بہت حزم واحتیاط کے ساتھ آگے بڑھنے کی ضرورت ہے، مزاجوں کی اس ہم آہنگی سے عام طور پر آراء میں بھی اتفاق ہوتا تھا۔

مولانا کو ندوہ سے قلبی تعلق تھا، وہ اپنی تمام تر مصروفیات اور اعذار کے باوجود نظامت کے جلسوں میں شرکت کے لیے حاضر ہوتے اور اپنی مفید وقیمتی آراء بھی پیش کرتے تھے، حضرت مولانا محمد رابع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت مولاناؒ کی زندگی میں ہی اور وفات کے بعد میرا اور ان کا باہمی ربط خاص طور پر بڑی اپنائیت کا اور شفقت کا بڑھ گیا تھا اور وہ ایک چاہنے والے بھائی کی طرح پیش آتے تھے، ندوۃ العلماء کے مسائل میں بھی وہ بڑے خیر خواہانہ اور مفید مشوروں سے نوازتے اور تقویت پہنچاتے تھے، اعذار کے باوجود ندوۃ العلماء کی مجلسوں میں شرکت کا اہتمام فرماتے۔'' (یادوں کے چراغ: ۲/۱۵۵)

مسلم پرسنل لا بورڈ کے کاموں میں ان سے اپنے مزاج کی یکسانیت کے متعلق مولانا محمد رابع صاحب لکھتے ہیں: ''بورڈ کے کاموں اور مسائل میں ان کے ساتھ بڑی فکری ہم آہنگی رہی اور جب کبھی کوئی ایسی بات بعض مصلحتوں سے کہنی پڑی، جس میں ان کی رائے مختلف ہوئی، تو بھی عموماً میری رائے کو نظر انداز نہیں کیا، بورڈ کی عاملہ کے آخری جلسہ میں جو لکھنؤ میں منعقد ہوا تھا، وہ اپنی صحت کی خرابی اور اعذار کی وجہ سے دست برداری کی بات کہہ رہے تھے، میں نے ان کو ایسا نہ کرنے کی درخواست کی اور ان کے سکریٹریوں میں ایک اہم سکریٹری حضرت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا شاہ سید ولی رحمانی کو کارگذار سکریٹری جنرل کے طور پر اضافے کی بات رکھی اور عاملہ نے بھی اس کو قبول کیا اور یہ بڑی اچھی شکل سامنے آئی، مجھے ان سے بڑی اپنائیت معلوم ہوتی تھی اور ان کو جو اپنائیت کا تعلق تھا اس میں حضرت مولانا علی میاںؒ کے رشتے کو بڑا دخل تھا کہ وہ میرے ماموں تھے، مولانا میاںؒ سے ان کو جو ربط وتعلق تھا وہ اس کا اظہار بھی کرتے تھے اور اپنے خاندان کے بزرگوں کا ان کے خاندانی بزرگ حضرت سید احمد شہیدؒ سے تعلق کا ذکر کرتے تھے کہ ان کے اجداد میں بعض حضرات حضرت شہیدؒ کے قافلہ میں شامل تھے اور ان کے جد امجد سید صادق علی جو بذات خود حضرت سید صاحبؒ کے ساتھ سفر ہجرت وجہاد میں نہیں گئے تھے، لیکن ان کو افراد وسامان رسد مہیا کرانے کا کام جاری رکھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مخلصانہ تعلق کی برکات ہمیں بھی عطا فرمائے اور ان کے درجات کو بلند کرے۔ آمین!'' (یادوں کے چراغ: ۲/۱۵۵-۱۵۶)

واقعہ یہ ہے کہ ان دونوں ہی بزرگوں کو ایک دوسرے کا غیر معمولی احترام تھا، جنہوں نے پوری احتیاط اور حلم وبردباری کے ساتھ بورڈ کے پلیٹ فارم سے ملت اسلامیہ ہندیہ کو متحد رکھنے کا فریضہ انجام دیا اور مشکل سے مشکل حالات میں بھی امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی۔ مولانا محمد رابع صاحبؒ مولانا کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے مسلم پرسنل لا بورڈ کو ملک میں جو وقار عطا کیا ہے، اس کی حفاظت کی برابر ضرورت ہے۔''

یہ ندوۃ العلماء سے مولانا کے تعلق ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ سال میں کئی کئی مرتبہ ندوہ تشریف لاتے، سچی بات یہ ہے کہ مولانا فکر ندوہ کے مزاج شناس تھے اور اس کے نصاب ونظام سے بھی انہیں پورا اتفاق تھا۔ ندوہ کا پہلے دن سے یہ مقصد رہا ہے کہ وہ ہر دور کے چیلنجز اور تقاضوں کو سمجھے اور لوگوں کو ان سے باخبر کرے، یہ وہ فکر ہے جو مولانا کے خطابات ومقالات میں بھی عمومی طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''موجودہ ترقی یافتہ دور میں علماء کا حالات اور وقت کے تقاضے سے باخبر ہونا ضروری ہے۔'' (باتیں میر کارواں کی: ۵۳۹) وہ مزید لکھتے ہیں: ''آج کے دور میں طلبہ کے لیے دینی علوم کے ساتھ حسب ضرورت عصری علوم بھی جاننا ضروری ہے، اسی لیے تاریخ، جغرافیہ، سماجیات اور ریاضی کی بھی تعلیم کو بھی اس طرح نصاب میں شامل رکھا جائے کہ اس سے علوم شرعیہ کی تعلیم متاثر نہ ہو۔'' (باتیں میر کارواں کی: ۵۳۹)

مولانا کے تین صاحبزادے ہیں، جن میں دو تو عصری تعلیم میں فائق ہوئے، البتہ سب سے چھوٹے فرزند محب گرامی مولانا عبدالواحد صاحب نے ندوہ ہی میں تعلیم حاصل کی اور پھر وہ ایک عرصہ تک معہد سکروری سے بھی متعلق رہے۔ بلاشبہ یہ بھی ان کے ندوہ سے تعلق ہی کا نتیجہ تھا۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی فکر وخدمات کا بہتر بدلہ عطا فرمائے اور مولانا کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ آمین!

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۳۶/۱۱۴۸۲/۱۴۴۶ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ رحمانیہ سوپول)

جنتی پروین بنت محمد پھوالحسن، مقام برداہا، ڈاکخانہ بورام، بلاک بورام، ضلع دربھنگہ۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد راشد ولد نامعلوم، مقام نامعلوم، ڈاکخانہ نامعلوم، ضلع نامعلوم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً پانچ سال سے غائب ولاپتہ ونامعلوم ہونے اور نان ونفقہ وجملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء مدرسہ رحمانیہ سوپول، بیرول، ضلع دربھنگہ میں فسخ نکاح کا معاملہ درج کیا ہے، لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۴ اکتوبر ۲۰۲۴ء مطابق ۲۰ ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ روز جمعرات کو آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

نرہیا مدھوبنی قبرستان معاملہ کا سرکاری تحقیقاتی ٹیم کے ساتھ امارت شرعیہ کی ٹیم نے لیا جائزہ

نرہیا ضلع مدھوبنی میں ایک قبرستان کا معاملہ حد درجہ متنازع بنادیا گیا ہے،عرصۂ دراز سے قبرستان میں مسلمانوں کی تدفین ہوتی آئی ہے، 1967ء میں مدھوبنی فرسٹ کلاس مجسٹریٹ نے اس کے قبرستان ہونے کا فیصلہ سنایا، چنانچہ اب تک وہاں تدفین کا عمل انجام پاتا رہا،اس درمیان اسی جگہ پر سرکار کے ذریعہ کنیا اواسی ویدھالیہ بنانے کی کاروائی شروع کردی گئی، جیسے ہی یہ معاملہ سامنے آیا، پورے علاقہ میں سرکار کے خلاف غم وغصہ کی لہر پھیل گئی اور متعصب افسران کے خلاف لوگ سڑکوں پر آگئے ،امارت شرعیہ کو جیسے ہی اس کی اطلاع ملی ،وزیر اعلیٰ حکومت بہار، چیف سکریٹری حکومت بہار، ہوم سکریٹری اور ڈی ایم مدھوبنی کو خط لکھ کر تعمیری کام فوراً روکنے اور انصاف کا مطالبہ کیا گیا، مقامی، سیاسی، سماجی تمام مذاہب کے لوگوں نے مل کر مختلف سطح سے قبرستان پر اسکول بنائے جانے کی مخالفت کی، جس کے نتیجہ میں ڈی ایم مدھوبنی نے اے ڈی ایم مدھوبنی کی صدارت میں چھ سرکاری افسران کی کمیٹی بنا کر معاملہ کی جانچ کا حکم دیا،اس کی اطلاع ملتے ہی حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ نے ضرورت محسوس کی کہ 5؍اکتوبر کو ہونے والی زمینی جانچ کمیٹی کے ساتھ مقامی باخبر شخصیات کے ساتھ امارت شرعیہ کی ٹیم بھی وہاں موجود رہے، چنانچہ جناب عبدالوہاب صاحب ریٹائرڈ اے ڈی ایم (جو ڈی سی ایلار بھی رہے) کے ساتھ، ایڈوکیٹ جناب ہارون رشید صاحب کو قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی کے ساتھ روانہ کیا، وہاں پہونچ کر امارت شرعیہ کی ٹیم نے مقامی باخبر اور معاملہ کے جانکار افراد کے ساتھ بیٹھ کر صورت حال کی جانکاری لی، اس کے بعد ان لوگوں کے ساتھ ہو کر ٹیم ای ڈی او آفس پھلپر اس پہونچی، جہاں پہلے سے ڈی ایم مدھوبنی کے ذریعہ تشکیل کردہ کمیٹی کے افسران موجود تھے، مقامی لوگوں نے امارت شرعیہ کی ٹیم کی موجودگی میں اپنا موقف واضح کیا کہ جہاں اسکول بنایا جارہا ہے وہ قبرستان کی زمین ہے، ٹیم کے صدر اے ڈی ایم مدھوبنی سائلیش کمار نے کہا کہ ہم لوگ پہلے اس مقام پر پہونچ کر زمینی جائزہ لے لیں، پھر کوئی بات ہوگی، چنانچہ ٹیم افسران کے ساتھ قبرستان پہونچی، جہاں پہلے سے کچھ لوگوں کو نہ معلوم کس کے ذریعہ بلاک رسائڈ میں جمع کیا ہوا تھا، داخل ہوتے ہی قبرستان کی زمین کھودی ہوئی یا مٹی بھری ہوئی نظر آئی، لیکن جن جگہوں پر مٹی نہیں ڈالی گئی تھی وہاں قبریں صاف نظر آرہی تھی، جسے مقامی لوگوں نے افسران کو دکھایا، ٹیم اس جگہ کو دیکھتے ہوئے قبرستان کے آگے حصے کی طرف بڑھی جہاں کثرت سے قبریں ملیں، بعض مقامی لوگوں نے بتایا کہ یہ میرے والد صاحب کی قبر ہے، اور یہ میرے بھائی کی قبر ہے اور یہ کہتے ہوئے وہ بے قابو ہو کر رونے لگے، بعض قبریں اتنی تازہ تھیں کہ قبر کے اوپر بچھائے گئے بانس بھی موجود تھے، جسے اٹھا کر سرکاری افسران کو دکھایا بھی گیا، قبریں دیکھی ہی جارہی تھیں کہ قبل سے موجود جمع کئے گئے لوگ مداخلت کرنے لگے اور آہستہ آہستہ وہ تعداد بڑھنے لگی، مقامی مسلمان حضرات اس وقت خوفزدہ ہوگئے اور کہنے لگے کہ ان لوگوں کو یہاں بلانے کی ذمہ دار یہ مقامی افسران ہے، ساتھ ہی لوگوں کا کہنا ہوا کہ اس علاقہ کے سمجھدار لوگوں نے ہمیشہ اس علاقہ کو پرامن بنائے رکھا اور وہ لوگ تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایس ڈی او آفس واپس ہونے لگے، اسی بیچ اسی گاؤں کے سرپنچ جناب ہری مہتو صاحب آگے آئے اور برملا عوام اور افسران کے سامنے انہوں نے گواہی دی کہ یہ سب قبرستان ہے، لیکن ڈی ایم مدھوبنی کے ذریعہ تشکیل کردہ افسران کی کمیٹی نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی، پھر افسران ،امارت شرعیہ کی ٹیم اور مقامی حضرات ایس ڈی او آفس کے لئے روانہ ہوگئے ،افسوس کی بات یہ نظر آئی کہ اے ڈی ایم صاحب نے انہیں لوگوں کو گواہی کے لئے ایس ڈی او صاحب کی آفس میں طلب کیا جو لوگ قبرستان میں ہنگامہ کرنے کے لئے تل آئے تھے، لیکن اس جگہ موجود سماجی کارکنان نے اس کی مخالفت کی اور اے ڈی ایم صاحب سے کہا کہ آپ معاملہ کو دوسرے رخ کی طرف لے جارہے ہیں، یہ معاملہ ہندو اور مسلمان کا نہیں ہے، یہ سرکار اور مسلمانوں کے درمیان کا معاملہ ہے، اس لئے آپ کو گواہی اس سے لینی چاہئے جن کے آباء واجداد اور رشتہ دار اس قبرستان میں دفن ہوتے آرہے ہیں، اس کے بعد اے ڈی ایم صاحب نے ان غیر مسلم بھائیوں کو یہ کہتے ہوئے باہر بھیج دیا کہ ٹھیک ہے ابھی جائیے ،لیکن باہر بیٹھئے، اس کے بعد مقامی موجود لوگوں سے امارت شرعیہ کی ٹیم کی موجودگی میں گفت وشنید شروع ہوئی، لوگوں نے سرکاری ٹیم سے گذارش کی کہ پہلے آپ امین بحال کر کے قبرستان کی حد بندی قائم کردیجئے ،اس کے بعد اس کے کل رقبہ کو سامنے لائیے ،پھر ہم لوگ آپ کے ساتھ ضرور بیٹھیں گے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ معاملہ ہر حال میں حل ہوجائے، تاکہ سماج پرامن رہ سکے، اے ڈی ایم مدھوبنی نے وہاں بیٹھے امین سے کہا کہ آپ جناب فلاں صاحب کے ساتھ بغل کے روم میں بیٹھ کر نقشہ ملائیے ،بقیہ لوگوں سے کہا کہ اس میں بھی کم از کم ایک گھنٹہ لگ جائے گا، آپ لوگوں کو کوئی ضرورت ہو تو اس سے فارغ ہولیں، چنانچہ مقامی لوگوں کے ساتھ امارت شرعیہ کی ٹیم ضروری مشورہ کے لئے باہر آئی، اس درمیان موقع پا کر اے ڈی ایم نے ان لوگوں سے بلا کر باری باری گواہی لی جو قبرستان میں مشتعل نظر آرہے تھے، جب امارت شرعیہ کی ٹیم مقامی لوگوں کے ساتھ واپس آئی تو یہ منظر دیکھ کر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا، پھر میٹنگ کی شروعات ہوئی، اے ڈی ایم صاحب اور ان کی ٹیم یہ جانتے ہوئے کہ یہ لمبے زمانے سے قبرستان کی زمین رہی ہے اور نظری معائنہ کے بعد بھی نئے سروے کو بہانہ بنا کر بضد نظر آئی کہ اس پر اسکول بنے گا، جس پر موجود لوگوں نے یہ بات کہی کہ پھر قبرستان کو قبرستان رہنے دیا جائے اور اسکول کے لئے سرکار کوئی دوسری جگہ تلاش کرے، اور اس جانب بھی متوجہ کیا کہ اسی پلاٹ میں سوا دو بیگھہ زمین پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، اسے آزاد کرائیے ،اس طرح قبرستان کے رہتے ہوئے اسکول بن سکتا ہے، لیکن سرکاری ٹیم نے یہ کہتے ہوئے اس تجویز کو مسترد کردیا کہ قبضہ ہٹانا کوئی آسان کام نہیں ہے، اس جواب سے غیر مطمئن ہو کر لوگ وہاں سے نکل گئے کہ اب آپ کے ہاتھ میں قلم ہے، جب آپ نے من بنا ہی لیا ہے کہ قبرستان کی زمین پر اسکول بنانا ہے تو پھر ہم لوگ ایسی میٹنگ میں نہیں بیٹھ سکتے، ہم حکومت بہار کے اعلیٰ افسران اور محترم وزیر اعلیٰ جناب نتیش کمار صاحب سے مل کر صورت حال بتائیں گے، ہمیں یقین ہے کہ وہاں سے انصاف ملے گا۔لیکن مقامی افسران کے رویہ سے ہم لوگوں کو تکلیف پہونچی، امارت شرعیہ کے وفد نے اور مقامی ذمہ دار لوگوں نے عام مسلمانوں سے صبر وتحمل کرتے ہوئے قانونی راہ اپنانے کی اپیل کی، اگلی حکمت عملی قانونی دائرہ میں ہی بنائی جائے گی۔

حضرت امیر شریعت سادسؒ اور خانقاہ رحمانی.................

ترانہ جامعہ: حضرت امیر شریعت کا جامعہ رحمانی اور خانقاہ رحمانی مونگیر سے عقیدت ومحبت کا جیتا جاگتا ثبوت آپ کا شاہکار ترانہ جامعہ رحمانی ہے جس کا ایک ایک لفظ آپ کی عقیدت ومحبت کی داستان بیان کرتا ہے، چند اشعار بطور نمونہ پیش ہے:

یہ مظہر شان ملت ہے یہ منبع علم وعرفاں ہے — یہ درس گہ اخلاق نبی یہ محفل ذکر یزداں ہے
ایمان ویقین کے جلووں سے معمور ہیں صبح وشام یہاں — گردش میں ہمیشہ رہتا ہے تسلیم ورضا کا جام یہاں
قائم ہے یہ بزم رحمانی فیضان نگاہ منت سے — روشن ہے یہاں ہر دیدہ ودل عرفان نگاہ منت سے
اب سایہ فگن ہے ظل ہما مولانا ولی رحمانی کا — چرچہ ہے زمین سے تا بہ فلک اس جلوہ گہ ربانی کا
ساقی کی نگاہ ہے لطف وکرم سے کون ہے تشنہ کام یہاں — فیضان ولی کامل سے سیراب ہے خاص و عام یہاں
وہ نور یہاں سے چمکے گا ظلمت کی گھٹا چھٹ جائے گی — یہ طوق جہالت ٹوٹے گا زنجیر بلا کٹ جائے گی

امیر شریعت سابع کی خدمات کا اعتراف: حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ امیر شریعت سابع پر مولانا رضاء الرحمٰن صاحب رحمانی نے ایک کتاب مفکر اسلام زندگی کے سنگ میل نامی لکھا اس کے رسم اجرا کے موقع پر فرمایا ایک ایسی شخصیت کی حیات کے اہم گوشے سامنے آگئے ہیں جن کی ذات ملک وملت کے لیے مینارہ نور ہے ان کی جرأت جہد مسلسل اور بصیرت سے ملت کو بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے اور ہر جہت سے ملت کی رہنمائی ہورہی ہے ان کے عظیم کاموں اور کارناموں کو پڑھ کر یقیناً امت کے نونہالوں میں عقابی روح بیدار ہوگی اور وہ ملت کے لیے کچھ کرنے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں گے مولانا رضاءالرحمٰن صاحب رحمانی قابل مبارک باد ہیں کہ انہوں نے بڑے کام کی چیز منظر عام پر لایا (روزنامہ قومی تنظیم پٹنہ ۱۷؍نومبر ۲۰۱۲ء بحوالہ ہمارے محسن ہمارے رہبر ۱۵۰)

تمہاری یاد سے غافل نہیں رہا: حضرت امیر شریعت سادس رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مرتبہ جب ان سے ملاقات ہوئی تو جامعہ رحمانی، خانقاہ رحمانی اور اس کے بزرگوں سے اپنے تعلق کا اظہار کیا کرتے، ایک مرتبہ امیر شریعت سادسؒ سے ملاقات ہوئی سلام ومصافحہ کے بعد فرمایا گھر کہاں ہے میں نے کہا کہ ضلع سہرسا میں ڈرہار نامی ایک بستی ہے میں وہاں کا رہنے والا ہوں شاید میں نے اپنے دادا محترم حضرت مولانا محسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ اسلامیہ نوتا سہرسا کا بھی تذکرہ کیا (حضرت امیر شریعت رابع رحمۃ اللہ علیہ کا سفر جب میرے علاقہ میں ہوتا میرے دادا مولانا محسن صاحب رحمۃ اللہ کو اپنے قافلہ میں ضرور شامل رکھتے تھے) فرمانے لگے کہ ہم اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر شریعت رابع کے ساتھ تمہارے گاؤں گئے ہیں بیل گاڑی سے ہم لوگ گئے تھے، اسی طرح امیر شریعت سابع رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے تربیت قضا کے لیے امارت شرعیہ میں میرا ایک سال قیام رہا اور ان کے ہی حکم سے ہر مہینے تاریخ ساعت پر مونگیر آنا ہوتا جب کبھی مونگیر سے واپسی پر حضرت سے ملاقات ہوتی تو خانقاہ رحمانی کے حال واحوال معلوم کرتے اور حضرت کے متعلق بھی دریافت کرتے۔

میں گور ہار ہینِ ستم ہائے روزگار — لیکن تمہاری یاد سے غافل نہیں رہا

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحبؒ کا بڑا خیال رکھتے، خود جب میں نے ملازمت کے لیے حضرت امیر شریعت سادسؒ کی خدمت میں درخواست پیش کی، تو حضرت نے جناب قاضی محمد انظار عالم صاحب قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ کو حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحبؒ کی خدمت میں بھیجا اور پہلے ان سے معلوم کروایا کہ وہ میری تقرری وہاں چاہتے ہیں یا نہیں جب انہوں نے اجازت دے دی، تب میری تقرری وہاں فرمائی، بلا ان کی اجازت کے وہ وہاں تقرر کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے، تاکہ مولانا محمد ولی رحمانی صاحبؒ کو اس سے ناراضگی نہ ہو یہ حضرت امیر شریعت سادسؒ کا تعلق تھا خانقاہ رحمانی اور اس کے بزرگوں سے۔

آپؒ کا وصال اور امیر شریعت سابعؒ کا تعزیتی بیان: آپ کا انتقال ۱۷؍اکتوبر ۲۰۱۵ء کو پٹنہ میں ہوا اور حضرت امیر شریعت سابعؒ نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی، انہوں نے تعزیتی بیان دیا جس سے خانقاہ رحمانی اور حضرت امیر شریعت کا تعلق اور مضبوط رشتہ کا پتہ چلتا ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت مولانا نظام الدین صاحب جید عالم دین ملت کے بڑے قائد اور دین وشریعت کی حفاظت کے بڑے علمبردار تھے انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ دین وشریعت کی حفاظت میں لگایا خدا نے انہیں متعدد صفات وکمالات کا مجموعہ بنایا تھا اور بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا جن سبھوں کو انہوں نے دین کی خدمت میں صرف کردیا، وہ ایک اچھے منتظم اور بڑے مدبر تھے ایک لانبے عرصہ تک امارت شرعیہ کے ناظم رہے پھر نائب امیر شریعت اور پھر امیر شریعت منتخب ہو کر امارت شرعیہ کو وسیع ومضبوط کرتے رہے، حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بورڈ نے انہیں اپنا جنرل سکریٹری نامزد کیا بانی بورڈ حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی کے چونکہ وہ تربیت یافتہ تھے اس لیے انہوں نے بورڈ کو بہتر طریقے پر چلایا۔حضرت مولانا ولی رحمانی صاحب نے کہا یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں مضافاتی مدرسہ سے امارت شرعیہ لا کر وہاں کا ناظم بنایا، پھر ان کی ایسی تربیت کی کہ بورڈ کے جنرل سکریٹری اور امارت کے امیر بنے وہ جامعہ رحمانی خانقاہ رحمانی اور خود مجھ سے بھی بڑی محبت رکھتے تھے، اور اس عقیدت کا اظہار جامعہ رحمانی کے اجلاس میں آکر ہزاروں مخلصین ومحبین جامعہ رحمانی وخانقاہ رحمانی کے مجمع کے سامنے برملا کرتے تھے، صحیح بات یہ ہے کہ ان کے انتقال سے ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے اور ملت اسلامیہ عظیم خسارے میں مبتلا ہوئی ہے۔(بصیرت آن لائن ۱۸؍اکتوبر ۲۰۱۵ء بحوالہ ہمارے رہبر ہمارے محسن: ۱۵۴؍۵۵)

یہ چند واقعات اور تحریریں تھیں جن سے حضرت امیر شریعت سادسؒ کا خانقاہ رحمانی مونگیر سے تعلق کا اظہار ہوتا ہے، اس کے علاوہ اور بھی بہت سی یادیں اور باتیں ہیں جو حضرت امیر شریعتؒ کا خانقاہ رحمانی سے تعلق اور عقیدت کو ظاہر کرتی ہیں، اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند فرمائے، جنت الفردوس میں انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ، خانقاہ رحمانی اور امارت شرعیہ کے بزرگوں کے درجات کو بلند فرمائے ان کے چھوڑے ہوئے کاموں کو موجودہ ذمہ داروں کو صحیح رخ پر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ،آمین یارب العالمین۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

زیتون کے فوائد

انسان صدیوں سے زیتون سے فائدہ حاصل کرتا رہا ہے اس کو پکانے کے ساتھ ساتھ مختلف عوارضات میں بطور دوا استعمال کرتا آرہا ہے زیتون کچے بھی کھائے جاتے ہیں اور ان کی چٹنی بھی بنتی ہے ۔بگڑے ہوئے السر (زخم) اور مختلف قسم کے پھوڑوں کے لئے جہاں مرہم تیار کیے جاتے ہیں وہاں ماؤف اور معطل اعضاء میں زندگی دوڑانے کیلئے اسے طلاؤں اور مالش کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، شیخ الرئیس بوعلی سینا نے اپنی کتاب اور قلبیہ میں جن ۴۶؍ادویہ کا ذکر کیا ہے ان میں زیتون کا تیل بھی شامل ہے اسپین میں مسلم اطباء نے اپنے دور عروج میں جن سینکڑوں ادویہ پر داد تحقیق دی ان میں روغن زیتون سرفہرست ہے ۔جدید دور کی مشینی زندگی نے جہاں انسان کو بہت سی آسائشیں فراہم کی ہیں، وہیں فطرت سے دور کر دیا ہے ۔صبح سویر کی سیر کا رواج بہت کم ہوگیا ہے چکنی اشیاء اور فاشٹ فوڈز کا رجحان بڑھ گیا ہے ۔زندگی تیز رفتار ہوگئی ہے ذہنی دباؤ اور عصبی تناؤ میں اضافہ ہوگیا ہے ۔موٹاپا اور کولیسٹرول کا مسئلہ بڑھتا جا رہا ہے، جس سے امراض قلب میں اضافہ ہو رہا ہے تو وہاں پھر ایک دفعہ روغن زیتون کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے۔اس کی اصل زمین فلسطین اور شام ہے، یہیں سے یہ بحیرۂ روم کے باقی ماندہ علاقوں خصوصاً تیونس ،اسپین ۔،یونان ،ترکی اور اٹلی میں پھیلا ۔ یہاں سے امریکہ پہنچا اور اب زیتون کے درخت امریکہ ،آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ میں بھی پائے جاتے ہیں یہ پہاڑوں پر پھلتا پھولتا ہے اور اس کے پتے پورے سال موجود رہتے ہیں، جو اسے تروتازہ اور پھل دار رکھتے ہیں ۔ یہ درخت طویل عمر پاتا ہے زیتون کا پھل عام طور پر ۶۷ رفیصد پانی، ۳۲ رفیصد تیل اور پانچ فیصد پروٹین اور ایک فیصد معدنی نمکیات پر مشتمل ہوتا ہے ۔اسپین کی یہ کہاوت آج بھی ضرب المثل ہے کہ زیتون کا تیل تمام امراض کا علاج ہے ۔غذا میں روغن زیتون، گھی، چربی اور مکھن سے بہتر ہے، جدید تحقیقات بھی یہی ثابت کرتی ہیں کہ زیتون جسم میں جا کر دوسری چربیوں کی صورت اختیار نہیں کرتا اس لئے اس کا استعمال امراض قلب اور موٹاپے سے بچنے کے لئے مفید ہے ۔یہ واحد تیل ہے، جو نفوذ کر کے مالش کے ذریعے جسم میں جذب ہو جاتا ہے ۔اس میں قوت نافذہ بدرجہ اتم موجود ہے اس لئے اسے دوسرے تیلوں پر فوقیت حاصل ہے ۔حالیہ تحقیقات اس بات کی گواہ ہیں کہ جن علاقوں میں روغن زیتون کا استعمال ہوتا ہے یا جو لوگ روغن زیتون استعمال کرتے ہیں ۔ان کے ہاں امراض قلب کی شرح بہت کم ہے ۔اس کے ساتھ ساتھ تصلب شریان (شریانوں کی تنگی) انجماد خود اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض کم پائے جاتے ہیں ۔ پرانے اطباء نے زیتون کے تیل کو غذا اور دوا کے طور پر استعمال کرنے کی ہدایت کی ہے ۔ ۔زیتون میں تقریباً دوتہائی تیل پایا جاتا ہے جو کھانا پکانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس کے علاوہ اسے بطور سلاد، چھوٹے بچوں کے مساج اور عطریات کے بھی استعمال کیا جاتا ہے ۔روغن زیتون توانائی سے بھرپور ہے اس کے خاص جزو کو اولین کہتے ہیں یہ طویل عرصے تک خشک نہیں ہوتا اور نہ ہی بدبو پیدا ہوتی ہے ۔یورپ میں امن کی نشانی کے طور پر فاختہ کو اس طرح پرواز کرتے دکھایا جا رہا ہے کہ اس کی چونچ میں زیتون کی ڈلی ہوتی ہے ۔روغن زیتون کی مختلف اقسام کے ذائقے بھی مختلف ہوتے ہیں اور اس کا انحصار استعمال کئے جانے والے زیتون، ان کے پکنے کی کیفیت اور انہیں ذخیرہ کرنے کے غرض پر ہے روغن زیتون میں آٹھ سو نو اجزاء پائے جاتے ہیں اور وٹامن ای بھی ہے ۔ دافع سرطان اور خون میں تھکے بننے سے روکتا ہے ۔ روغن زیتون کولیسٹرول کو جسم میں جذب ہونے سے روکتا ہے، چھوٹے بچوں کے لئے اچھی غذا ہے۔ پتے کے اندر پتھری نہ بننے کے عمل میں مدد فراہم کرتا ہے اور خون کے اندر زہریلے مادہ کو خارج کرنے میں معاون ہے ۔ایک تحقیق کے مطابق خارش کا جرثومہ روغن زیتون سے ہلاک ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ موسم سرما میں شدت اختیار کرنے والی خارش کے لئے روغن زیتون تجویز کیا جاتا ہے۔ جلنے کے زخم پر زیتون کے نمکین تیل لگانے سے زخم جلد مندمل ہو جاتے ہیں ۔روغن زیتون کو کئی قسم کے مرہموں اور جلد کے لئے مخصوص صابن میں استعمال کیا جاتا ہے۔ زیتون کی لکڑی کی آگ جلائیں تو اس سے نکلنے والا تیل پھپھوندی سے پیدا شدہ امراض داد اور خارش میں مفید ہے ۔ روغن زیتون کا استعمال معدہ کے السر اور آنتوں کے امراض میں مفید ہے اگر روغن زیتون جو کے پانی میں ملا کر پیا جائے تو قبض دور ہوتی ہے اس کا اچار بھی مفید ہے جو یونان سے سرکہ میں آتا ہے اور مغرب میں شوق سے استعمال ہوتا ہے ۔ جاپان میں روغن زیتون کو آنتوں کے امراض میں مفید قرار دیا جاتا ہے۔

جوڑوں اور پٹھوں کا درد: کسی سبب اگر ہڈیوں میں درد رہتا ہو تو روغن زیتون کی مالش سے آرام محسوس ہوتا ہے جن کی ٹانگوں میں درد رہتا ہو یا ہاتھ پاؤں میں کڑل پڑتے ہوں وہ روغن زیتون نمک ملے نیم گرم پانی میں جلا کر نکور کریں تو فائدہ ہوتا ہے ۔ روغن زیتون کی مالش سے نہ صرف پٹھے مضبوط ہوتے ہیں بلکہ اعضاء کو تقویت ملتی ہے ۔روغن زیتون جلد بڑھاپے کو روکتا ہے ہے جلد خوبصورت بناتا ہے ۔پیدائشی کمزور بچوں کو روغن زیتون پلانا ان کی ہڈیاں مضبوط کرتا ہے اور اچھی صحت کی ضمانت ہے۔

امراض سانس : دمہ کے مریضوں کیلئے روغن زیتون بہت مفید ہے اس کا استعمال دمہ کے دورے روکتا ہے ۔روغن زیتون نزلہ زکام کو بھی روکتا ہے۔ دورے کے دوران شہد ملا کر استعمال کیا جائے۔

بالوں کے لئے :روغن زیتون کا استعمال گرتے بالوں کو روکتا ہے ۔ بالوں کو لمبا کرتا اور سیاہی کو قائم رکھتا ہے۔ مزید بالوں کو مضبوط توانا بناتا ہے۔

کولیسٹرول کے لئے : روغن زیتون کولیسٹرول کو بڑھنے سے روکنے میں مفید ہے ۔جدید تحقیقات کے مطابق روغن زیتون استعمال کرنے والوں میں مضر صحت کولیسٹرول کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ شریانوں کو سخت ہونے اور ان میں خون کے تھکے ختم کرنے میں مفید ہے جو کہ امراض قلب اور انجماد کا سبب بنتے ہیں۔

بلڈ پریشر: جدید تحقیقات کے مطابق جو لوگ روغن زیتون کا استعمال کرتے ہیں ان کا بلڈ پریشر نہیں بڑھتا بلکہ متوازن رہتا ہے۔

گردوں کے لئے :روغن زیتون گردوں کی اصلاح کرتا ہے اور گردے اور مثانے کی پتھریوں کو نکالنے میں مفید ہے۔

موٹاپا: جن لوگوں میں موٹا ہونے کی استعداد پائی جائے وہ جمع چکناہٹ اور گھی ترک کر کے روغن زیتون کا استعمال کر کے موٹاپے کو روک سکتے ہیں۔

دانتوں کے لئے :روغن زیتون کا استعمال دانتوں پر ملنے سے نہ صرف دانت بلکہ مسوڑھے بھی مضبوط ہوتے ہیں اور کیڑا نہیں لگتا۔

جسمانی طاقت اور فالج کیلئے : روغن زیتون کا استعمال جسم میں طاقت اور توانائی فراہم کرتا ہے۔ اس کی مالش فالج میں مفید ہے۔

وجع المفاصل اور دردوں کے لئے : روغن زیتون کا استعمال اور مالش اعصابی اور ریاحی دردوں کے ساتھ جوڑوں میں درد اور کمر درد کو ختم کرتا ہے۔

آنتوں کی سوزش کے لئے : ٹائیفائیڈ کے مریض جو کہ صحت یاب ہو جاتے ہیں اکثر انہیں بعد ازاں آنتوں کی سوزش کا اثر رہتا ہے جو پرانی ہو کر نظام ہضم کو خراب کرتی ہے اور قبض کا باعث بنتی ہے ۔ان کے لئے روغن زیتون کا استعمال بہت کارگر ثابت ہوتا ہے ۔بواسیر کے مسوں کی سوزش اور درد کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

آیوروید کے خلاف جھوٹ پھیلانے والوں پر کارروائی کی ضرورت: دروپدی مرمو

صدر جمہوریہ دروپدی مرمو نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ آیوروید کے خلاف جو لوگ جھوٹ پھیلا رہے ہیں، ان کے خلاف سخت کارروائی کرنے کی ضرورت ہے ۔انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ روایتی طبی نظام پر لوگوں کے اعتماد کا غلط فائدہ اٹھا کر معصوم شہریوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ آیوروید کی بقاء کے لئے اس طریقہ علاج کی تحقیق میں سرمایہ کاری، ادویات کے معیار میں مسلسل بہتری اور آیوروید کے مطالعہ سے متعلق تعلیمی اداروں کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ دروپدی مرمو نے آگے کہا کہ نسل در نسل ہمارا آیوروید پر بھروسہ برقرار ہے۔ کچھ لوگ اس کا غلط فائدہ اٹھا کر لوگوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتے ہیں اور ان کو دھوکہ دیتے ہیں، آیوروید کی شبیہ کو خراب کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے خلاف سخت کارروائی کی ضرورت ہے۔ انہوں نے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آیورویدک مصنوعات بین الاقوامی معیار کے مطابق تیار کی جانی چاہئیں تا کہ انہیں بغیر کسی رکاوٹ کے برآمد کیا جا سکے۔

'یو پی آئی' سے متعلق اہم اعلان، لین دین کی حد میں اضافہ

ریزرو بینک آف انڈیا کے گورنر شکتی کانت داس نے یو پی آئی '123 پے کے لئے فی لین دین کی حد 5000 روپے سے بڑھا کر 10000 اور یو پی آئی لائٹ ویلیٹ کی حد 2000 سے بڑھا کر 5000 روپے کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس حد کو بڑھانے کا اہم مقصد یہ ہے کہ صارفین کے لئے ڈیجیٹل لین دین کی اہمیت کو بڑھایا جائے اور چھوٹے لین دین کے لئے یو پی آئی لائٹ ویلیٹ کے استعمال کو آسان بنایا جائے۔ یہ اہم فیصلہ ریزرو بینک آف انڈیا کے گورنر نے مانیٹری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) کی میٹنگ کے بعد لیا۔ یو پی آئی لائٹ صارفین کو براہ راست اپنے ڈیوائس پر پیسے اسٹور کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس سے ہر لین دین کے لئے بینک سرور تک پہنچے بغیر پیسہ ٹرانسفر آسان طریقے سے کیا جا سکتا ہے۔ واضح رہے کہ یو پی آئی 123 پے فیچر فون صارفین کے لیے ایک فوری طریقہ ادائیگی ہے جو محفوظ طریقے سے یونیفائیڈ پیمنٹ انٹرفیس کا استعمال کر سکتے ہیں۔ یو پی آئی 123 پے کے ذریعے فیچر فون صارفین آئی وی آر (انٹرایکٹو وائس رسپانس) نمبر پر کال کر کے بھی آسانی سے لین دین کر سکتے ہیں۔ یہ سہولت اب 12 مختلف زبانوں میں دستیاب ہے۔

مہاجر مزدوروں کو راشن کارڈ کی فراہمی میں تاخیر پر سپریم کورٹ شدید برہم

سپریم کورٹ نے مہاجر مزدوروں کو راشن کارڈ کی فراہمی میں تاخیر پر شدید برہمی کا اظہار کیا ہے اور کہا کہ ہمارا صبر ختم ہو چکا ہے۔ جسٹس سدھانشو دھولیا اور جسٹس احسان الدین امان اللہ کی بینچ نے مرکز اور ریاستوں کو 19 نومبر تک اس مسئلے پر ضروری اقدامات کرنے کا آخری موقع دیا ہے، بصورت دیگر سکریٹریز کو ذاتی طور پر عدالت میں حاضر ہونا ہوگا۔ بینچ نے مزید کہا کہ اب مزید کوئی غفلت برداشت نہیں کی جائے گی اور حکومتی ادارے کو عدالتی حکم کی تعمیل کا آخری موقع دیا جا رہا ہے۔ سپریم کورٹ کا یہ انتباہ کورونا کے دوران مہاجر مزدوروں کی مشکلات کا از خود نوٹس لینے سے متعلق معاملہ کے حوالہ سے دیا گیا ہے۔ عدالت نے اس موقع پر مرکز کو 2021 کے عدالتی حکم کے مطابق مہاجر مزدوروں کو راشن کارڈ اور دیگر فلاحی سہولیات کی فراہمی کے احکامات پر عملدرآمد کے حوالے سے حلف نامہ داخل کرنے کا حکم دیا تھا۔ عدالت نے 29 جون 2021 کے اپنے فیصلے میں اور اس کے بعد کے احکامات میں حکام کو کئی ہدایات جاری کی تھیں، جس میں ان سے فلاحی اقدامات کرنے کو کہا گیا تھا، ان میں ان تمام مہاجر مزدوروں کو راشن کارڈ جاری کرنا شامل تھا جو 'ای شرم' پورٹل پر رجسٹرڈ تھے اور کورونا وبا کے دوران پریشان تھے۔ 'ای-شرم' مرکزی وزارت محنت اور روزگار کے ذریعہ شروع کیا گیا غیر منظم کارکنوں کا ایک جامع قومی ڈیٹا بیس (این ڈی یو ڈبلیو) ہے، جس کا بنیادی مقصد ملک بھر میں غیر منظم شعبے کے کارکنوں کو فلاحی فوائد اور سماجی تحفظ کے اقدامات کی فراہمی میں سہولت فراہم کرنا ہے۔

Volume:64/74,Issue:39 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/1961

دشمنوں نے جو دشمنی کی ہے
دوستوں نے بھی کیا کمی کی ہے
(حبیب جالب)

بہار میں سیلاب: آخر اس مرض کی دوا کیا ہے!

پروفیسر مشتاق احمد

ہمارے پڑوسی ملک نیپال کے مشرقی اور وسطی حصے میں جب کبھی شدید بارش ہوتی ہے تو نہ صرف نیپال کے کئی اضلاع سیلاب کی زد میں آجاتے ہیں، بلکہ وطنِ عزیز ہندوستان کی ریاست بہار کے شمالی حصے میں بھی اس کی تباہی دیکھنے کو ملتی ہے اور یہ سلسلہ گزشتہ ایک صدی سے چل رہا ہے۔ مرکزی حکومت کی جانب سے نصف صدی سے یہ کوشش ہورہی ہے کہ پڑوسی ملک نیپال کے ساتھ اس مسئلہ پر کوئی ٹھوس لائحہ عمل تیار کیا جائے تاکہ نیپال میں شدید بارش کی وجہ سے جو تباہی ریاست بہار میں ہوتی ہے اس پر روک لگائی جاسکے۔ مگر یہ مسئلہ ہنوز برقرار ہے۔ واضح ہوکہ آزادی کے فوراً بعد 1950ء میں نیپال کے ساتھ اس مسئلہ پر گفت وشنید کے لئے بہار کی راجدھانی پٹنہ میں پانچ روزہ اجلاس ہوا تھا اور اس اجلاس میں دونوں ملک نے یہ طے کیا تھا کہ چونکہ نیپال میں ہر سال شدید بارش ہوتی ہے اور وہ پانی ندیوں کے ذریعہ ہندوستان کی کوسی ندی کے سطح آب میں اضافہ کرتا ہے جس کی وجہ سے شمالی بہار کے درجنوں اضلاع سیلاب سے دوچار ہوتے ہیں لہٰذا بیر پور میں دریا پر براج کی تعمیر ہوئی اور اس میں 56/دروازے بنائے گئے تاکہ نیپال سے آنے والی ندیوں کے پانی کو روکا جاسکے اور آہستہ آہستہ کھولا جائے تاکہ شمالی بہار کی کوسی کے سطح آب میں اچانک اضافہ نہ ہو اور کوسی کے آس پاس کی آبادی کو سیلاب سے بچایا جاسکے۔ ماضی میں اسی نسخے کو اپنایا جاتا رہا لیکن ہر دو چار سال کے بعد شمالی بہار کی کوسی کے سطح آب میں غیر معمولی اضافے کی وجہ سے سیلاب کا قہر برپا ہوتا رہا۔ اس سال بھی نیپال کے کٹھمنڈو کے گرد ونواح میں شدید بارش ہوئی اور جس کی وجہ سے نیپال میں بھی سو سے زائد افراد ہلاک ہوئے ہیں اور لینڈ سلائیڈنگ کا سلسلہ جاری ہے جس سے مزید تباہی ہوسکتی ہے۔ لیکن سب سے بڑا خطرہ شمالی بہار کے تقریباً بارہ اضلاع میں ہے۔ 1968ء کے بعد پہلی بار براج کے تمام 56 دروازے کھول دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے شمالی بہار کی کوسی اور گنڈک ندیوں میں سطح آب میں بہت اضافہ ہوگیا ہے جس کے نتیجہ میں اب ان دونوں ندیوں کا پانی آبادی والے علاقے میں پھیل گیا ہے۔ کئی باندھ ٹوٹ گئے ہیں، بیر پور اور بالمیکی نگر کے دروازے بھی کھولے گئے ہیں تاکہ پانی میں طغیانی کم ہو سکے اور سیلاب کی تباہی بھی رک سکے مگر ایسا نہیں ہو پا رہا ہے۔ اس لئے حکومت بہار نے بارہ اضلاع میں سیلاب کے خطرے کا الرٹ جاری کیا ہے ان میں بھوجپور، سارن، پٹنہ، سمستی پور، بیگوسرائے، مونگیر، بھاگلپور، سپول، سہرسہ مدھوبنی اور مدھے پورہ میں صورتحال دگرگوں ہے ان اضلاع کے کئی حصوں میں سیلاب نے تباہی مچا رکھی ہے۔

اب سوال اٹھتا ہے کہ گزشتہ نصف صدی سے سیلاب کے مسائل پر دونوں ممالک کے درمیان وقتاً فوقتاً اجلاس ہوتے رہتے ہیں اور کئی بار اس طرح کی خبریں عام ہوئی ہیں کہ دونوں ممالک نے یہ طے کیا ہے کہ اب نیپال میں جب کبھی شدید بارش ہوگی تو اس کو روکنے کے لئے سائنسی ترکیب اپنائی جائے گی بلکہ اس پانی سے بجلی پیدا کرنے کے صنعت کو فروغ دیا جائے گا۔ مگر تلخ سچائی یہ ہے کہ ہند اور نیپال کے درمیان اب تک جو بھی گفت وشنید ہوئی ہے وہ کاغذوں تک محدود ہے۔ اس کا خمیازہ ہر سال شمالی بہار کے درجنوں اضلاع سیلاب کی زد میں آتے ہیں اور بالخصوص کوسی ندی کے گرد ونواح کی آبادی کو خسارہ عظیم پہنچتا ہے۔ اس سال بھی کوسی ندی کے سطح آب میں جس برق رفتاری سے اضافہ ہوا ہے اور کوسی علاقے کی بڑی آبادی سیلاب سے متاثر ہوئی ہے، درجنوں افراد جاں بحق ہوئے ہیں اور ہزاروں لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر اونچی جگہوں پر پناہ لے رہے ہیں۔ ان کے جانوروں کی حالت بدتر ہے کہ وہ اپنے جانوروں کے ساتھ ندیوں کے باندھوں پر پناہ لئے ہوئے ہیں۔ گرچہ حکومت کی جانب سے راحت کاری کا اعلان کیا گیا ہے اور سرکاری عملے ان تک پہنچ رہے ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سرکاری راحت کاری ان کے لئے وقتی عافیت کا سامان تو ہوسکتا ہے لیکن اگر واقعی شمالی بہار کے متاثرہ اضلاع کو سیلاب سے ہمیشہ کے لئے نجات دلانا ہے تو کوئی ٹھوس لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا۔ صرف گفت وشنید اور اجلاس سے مسئلے کا حل نہیں ہو پائے گا کیونکہ گزشتہ نصف صدی سے یہ سلسلہ جاری ہے لیکن اس مرض کا علاج نہیں ہو پایا ہے۔ اس وقت چونکہ مرکز اور ریاست بہار دونوں جگہ قومی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے اس لئے اگر ریاستی حکومت مرکزی حکومت پر کوئی دباؤ بنانے میں کامیاب ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ یہ دیرینہ مسئلہ حل ہو سکے اور نیپال کے پانی کا مصرف جدید تکنیکی عمل کی بدولت بجلی پیدا کرنے کی سبیل پیدا ہو سکے۔ اگر ایسا معاہدہ ہوتا ہے تو نیپال کے ساتھ ساتھ ہندوستان کو بھی اس کا فائدہ مل سکتا ہے۔ کوسی ندی کے پانی کا استعمال زراعت کے ساتھ ساتھ بجلی پیدا کرنے میں ہوگا اور آج جن علاقوں میں سیلاب کی تباہی دیکھنے کو مل رہی ہے ان علاقوں میں خوشحالی آسکتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس کیلئے حکومت ہند اور نیپال کو بہت سنجیدگی سے غور وفکر کرنا ہوگا کہ شدید بارش اور سیلاب کی وجہ سے دونوں ملکوں کی بڑی آبادی کو تباہیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بالخصوص شمالی بہار میں سیلاب کی وجہ سے لاکھوں کی آبادی ہر سال بے گھر ہوتی ہے اور ہزاروں افراد اپنی زمین جائیداد سے محروم ہوجاتے ہیں، سیلاب اپنے ساتھ سب کچھ بہا کر لے جاتا ہے یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

واضح رہے کہ ایک دہائی پہلے بھی اسی طرح کی تباہی ہوئی تھی اور شمالی بہار کے اضلاع سپول، سہرسہ، پورنیہ، کٹیہار وغیرہ اضلاع میں لاکھوں افراد بے گھر ہوگئے تھے اور سرکاری راحت کاری کے باوجود آج تک متاثرہ علاقے میں ہزاروں خاندان بے گھر ہوکر دربدری کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ایسے حالات میں اس بار جس برق رفتاری سے کوسی اور گنڈک کے ساتھ ساتھ دیگر چھوٹی چھوٹی ندیوں میں سیلاب کی طغیانی میں اضافہ ہو رہا ہے اس سے خطرہ بڑھ گیا ہے کہ اس بار بھی لاکھوں افراد سیلاب سے متاثر ہوں گے اور ریاست میں ان کی بازآبادکاری کا ایک بڑا مسئلہ پیدا ہوگا۔ مقام شکر ہے کہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی امدادی ٹیمیں بروقت متاثرہ علاقوں میں پہونچیں اور اپنی سطح سے راحت رسانی میں لگ گئیں، دوسری طرف وزیر اعلیٰ بہار نتیش کمار نے سیلاب متاثرین کے لئے نہ صرف راحت کاری بلکہ ان کو مالی امداد پہنچانے کے لئے بھی فوراً اقدام اٹھائے ہیں اور سیلاب متاثرہ علاقے کا بہ نفس نفیس دورہ کر رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں وزیر اعلیٰ دربھنگہ آئے تھے اور انہوں نے دربھنگہ کمشنری کے سرکاری عملوں کے ساتھ میٹنگ بھی کی اور سیلاب متاثرین سے بھی ملاقات کی۔ انہوں نے ریاست کے تقریباً چار لاکھ سینتیس ہزار سیلاب متاثرہ خاندان کو فی کس سات ہزار روپے کی امداد بھی متاثرین کے بینک کھاتوں میں ٹرانسفر کیا ہے جو تقریباً تین سو سات کروڑ سے زائد کی خطیر رقم ہے۔ ان کے اس عمل کی چہار طرف تعریف ہو رہی ہے کہ انہوں نے اس بار سیلاب متاثرین کے تئیں فعالیت ہی نہیں دکھائی ہے بلکہ ان کی بازآبادکاری کے سامان بھی مہیا کرائے ہیں۔

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ بہار
IMARAT SHARIAH, BIHAR ODISHA & JHARKHAND
Reg. No. 763/19
Phulwari Sharif, Patna 801505, BIHAR (INDIA)
Website : www.imaratshariah.com

حوالہ 282/24

اپیل

بہار کے مختلف علاقوں میں سیلاب نے بڑی تباہی مچا رکھی ہے، لوگ سخت پریشانی کے عالم میں کھلے آسمان کے نیچے زندگی گذارنے پر مجبور ہیں کھانے پینے کے لئے ترس رہے ہیں، مصیبت کی اس گھڑی میں جو لوگ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے ذریعہ ان سیلاب متاثرین کی مدد کرنا چاہتے ہیں وہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے اس کیو آر کوڈ (QR CODE) اور اکاؤنٹ نمبر کے ذریعہ رقم بھیج کر کار خیر میں حصہ لے سکتے ہیں۔

बिहार के विभिन्न इलाकों में बाढ़ ने भारी तबाही मचाई है, बाढ़ की मार झेल रहे लोग खुले आसमान के नीचे रहने को मजबूर हैं और खाने-पीने को तरस रहे हैं। आपदा की इस घड़ी में जो लोग इमारत शरिया फुलवारी शरीफ पटना के माध्यम से बाढ़ से पीड़ित लोगों की मदद करना चाहते हैं वे इस क्यू आर कोड या बैंक अकाउंट के माध्यम से अपनी इमदाद राशि भेजकर इस पुण्य कार्य में भाग ले सकते हैं।

Floods have caused massive devastation in various areas of Bihar, leaving the affected people forced to live under the open sky by the roadsides, struggling for food and other basic necessities. In this time of disaster, those who wish to help the flood-affected people through Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna, can contribute to this noble cause by sending their donations via the provided QR code or bank account.

RELIEF FUND IMARAT SHARIA

Name:Relief Fund Imarat Shariah
Account:918020100932926
Ifsc Code:UTIB0001664
Branch :Anisabad Patna
Bank:Axis Bank

محمد شبلی القاسمی
قائم مقام ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

IMARAT SHARIAH

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کرکے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کردیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233

نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

WEEK ENDING-14/10/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com

THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI

نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421|9304022690